U347. P - 12-1-10

Title - KHULAASATUN NIKAH.

Creator - Mohd. Abdul Majeed.

Publisher - Matba Majeedi Wageys (Canpur).

Date - 1913.

Pages - 48.

Subjects -

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمایش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۵

خلاصۃ النکاح

باہتمام احقر العباد راجی رحمت رب رشید محمد عبد المجید غفر لہ اللہ الحمید

در مطبع مجیدی واقع کانپور مطبوع گردید

خلاصۃ النکاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ کمترین موافق حکم کتاب کے سب نیک مسلمانونکی خدمت مین اس امر کا بیان کرتا ہی کہ کسوقت آدمی پر نکاح کرنا واجب ہی اور کسوقت سنت اور کب مکروہ ،، جبکہ غلبہ شہوت اس درجے کا ہو کہ اُسکے سبب سے زنا مین مبتلا ہونے کا خوف ہو تو اس صورت مین نکاح کرنا واجب ہے ،، اور جو شخص شہوت کو روک سکتا ہی ،، اُسکے واسطے نکاح کرنا سنت ہے۔ اور جو شخص اپنی بی بی کی پرورش نہین کر سکتا ہی یعنے خورد و نوش کی قدرت نہین رکھتا ہے ،، اُسکے حق مین نکاح کرنا مکروہ ہی۔ اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ یعنے نکاح کرنا میری سنت ہے اور جو میری سنت کو عمل مین نہ لایا یعنے نکاح سے انکار کیا پس وہ میری امت سے نہین ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جسکو نکاح کرنے کی طاقت ہے باوجود اسکے وہ نکاح نہین کرتا بلشبہ وہ بہت گنہگار ہی

ارکان نکاح کے بیان مین

اب ارکان نکاح کو جاننا چاہیے کیونکہ بغیر ارکان کے نکاح جائز نہین ہے۔ نکاح مین

ایجاب وقبول ان ہی دو قول کو ارکان کہتے ہین اور ایجاب پہلے قول کو کہتے ہین یعنے پہلی بات کو ایجاب کہتے ہین خواہ وہ پہلا قول دولھا کی طرف سے ہو یا دُلھن کی طرف سے پس اگر دولھا کی طرف سے ایجاب ہو تو دولھا دُلھن کو کہے گا کہ مین نے تم سے نکاح کیا (یہ قول اول دولھا کی طرف سے ایجاب ہوا) تب دُلھن کہے گی کہ مین نے قبول کیا۔ (یہ قول دُلھن کی طرف سے قبول ہوا) اگر ایجاب دُلھن کی طرف سے ہو تو دُلھن دولھا سے یون کہے گی کہ مین نے تسے نکاح کیا۔ (یہ ایجاب یعنے قول اول دلھن کی طرف سے ہوا) تب دولھا کہیگا کہ مینے قبول کیا (یہ قول ثانی دولھا کی طرف سے قبول ہوا) **مسئلہ** اگر دُلھن دولھا کو کہے "کہ مین نے اپنی ذات کو تمھارے نکاح مین دیا" یا یون کہے کہ "تمکو مین نے اپنے نفس کا مالک کیا" یا اسطرح پر کہے کہ "مین نے اپنا نفس تمکو ہبہ کیا" یا کہے کہ "اپنا نفس تمھارے ہاتھ بیچا" یا کہے کہ "مین نے اپنا نفس تمپر صدقہ کیا" پس ان صورتون مین اگر مرد کہے کہ مین نے نکاح کیا تو نکاح صحیح ہو جاویگا

شرائط نکاح کا بیان

اب شرائط نکاح کو بیان کرتا ہون سنو۔ کیونکہ نکاح جو مشروط ہے وہ بغیر شرط کے صحیح نہ ہوگا۔ اگر ولی اور وکیل دولھا دُلھن کا نہ ہو اور دولھا دُلھن خود ہر ایک بلے واسطے ولی اور وکیل کے نکاح کرتے ہون تو اس صورت مین **شرط اوّل** یہ ہے کہ دولھا دُلھن دونون عاقل بالغ ہووین کیونکہ اس صورت مین بغیر عاقل بالغ ہونے کے نکاح صحیح نہ ہوگا۔ اور **شرط دُوم** یہ ہے کہ دولھا دُلھن دونون ایجاب وقبول کو کان سے سُنین۔ مثلاً اگر دولھا کی طرف سے ایجاب ہو تو دُلھن کو خود اپنے کان سے سُننا چاہیے۔ اور دُلھن کا قبول کرنا دولھا بھی اپنے کان سے سُنے اور اگر دُلھن کی طرف سے ایجاب ہو تو دولھا کو خود اپنے کان سے سننا چاہیے

اور دولھا کا قبول دُلھن کو خود اپنے کان سے سُننا چاہیے۔ اور اگر بواسطہ ولی یا وکیل کے نکاح ہو تو اس صورت مین ہر ایک کا قول دوسرے کو سُننا ضرور نہین ہے شرط سوم نکاح کی یہہ ہے کہ دو گواہ ہون اور وہ دو گواہ عاقل بالغ مسلمان ہو وین کیونکہ کافر اور نابالغ اور دیوانہ اور بیہوش اُنکی شہادت معتبر نہین ہے اور وہ دونون گواہ ایجاب و قبول عاقدین کا ایک ساتھ حاضر رہ کر سُنین۔ کیونکہ اگر متفرق ہوکر جُدا جُدا سُنین تو نکاح صحیح نہ ہوگا۔ اور ایسے ہی گواہ ہو سکتے ہین دولھا دُلھن کے دو لڑکے جو اگلی بی بی یا اگلے شوہر کی جانب سے ہون مثلاً زید نکاح کرتا ہے اور قبل اسکے زید نے پہلی شادی کی تھی اور اُس زوجہ کے بطن سے دو لڑکے بالغ ہین اور وہ دونون لڑکے اُس مجلس عقد مین حاضر ہین مسئلہ اگر دولھا دُلھن دونون نابالغ ہون یا ایک بالغ ہو دوسرا نابالغ یا دونون دیوانے ہون یا ایک دیوانہ ہو اور دوسرا عاقل۔ پس ان صورتون مین بغیر ولی کے اُنکا نکاح نہین ہو سکتا ہے۔

محرّمات یعنی جن عورتون سے نکاح کرنا حرام ہے اُسکے بیان مین

حرام ہے نکاح کرنا ماں سے اور بہن سے اور خالہ اور پھوپھی اور نانی اور دادی اور بیٹی اور بھانجی اور بھتیجی اور ساس اور نواسی اور پوتی اور دادی اور پردادی سے اور حرام ہے نکاح کرنا دو بہنون کو ایک ساتھ۔ اور حرام ہے نکاح کرنا بیٹے اور پوتے کی بیوی سے۔ اور حرام ہے نکاح کرنا سوتیلی ماں سے اور سوتیلی خالہ اور سوتیلی بہن اور سوتیلی پھوپھی اور اپنی زوجہ کی خالہ اور پھوپھی اور بہن سے اور حرام ہے نکاح کرنا رضاعی ماں اور رضاعی خالہ اور رضاعی بہن اور رضاعی بھانجی اور رضاعی بھتیجی اور رضاعی دادی اور رضاعی پردادی اور اُسکی نواسی اور پوتی سے اور حرام ہے نکاح کرنا باپ اور دادا کی خالہ اور پھوپھی سے مسئلہ مزنیہ یعنے جس عورت کے

ساتھ زنا کیا گیا ہو یا غلبۂ شہوت کے ساتھ جس عورت کو چھوا جاوے یا جس عورت
نے غلبۂ شہوت کے ساتھ مرد کو چھوا ہو یا شہوت کے ساتھ جس عورت کی شرمگاہ
مین نظر کیجاوے اُس سے نکاح جائز ہی اور اُس عورت کی مان نانی دادی اور اسکی
بیٹی اور پوتی و ناتن سے نکاح کرنا حرام ہی ہکذا فی شرح وقایہ مسئلہ وہ لڑکی یا نابالغہ
لڑکی جو اب تک شہوت والی نہین ہوئی ہی ان لڑکیون کی شرمگاہ کی طرف نظر
کرنے سے اس لڑکی کی مان و دادی و نانی و لڑکی و پوتی و ناتن کو نکاح کرنا ناظر پر
حرام نہین ہوتا۔ ہکذا فی درالمختار مسئلہ اگر زوجہ حیات مین ہے یا زوجہ کو
طلاق دیا گیا ہے لیکن ہنوز اُسکی عدت باقی ہے اس وقت مین اُس زوجہ کی
خالہ۔ بہن۔ پھوپھی۔ بھانجی۔ بھتیجی سے نکاح کرنا درست نہین ہے۔ مگر جب وہ زوجہ
مرجاوے یا بعد طلاق کے اُسکی عدت گذرجاوے تو اس صورت مین اُس زوجہ
کی خالہ وغیرہ سے نکاح کرسکتا ہے۔ مثلاً ہندہ زید کے نکاح مین ہی۔ اب ہندہ کی
خالہ۔ بہن پھوپھی۔ بھتیجی۔ بھانجی کا نکاح زید سے نہین ہوسکتا ہی۔ مگر جب ہندہ
مرجاوے یا زید ہندہ کو طلاق دیوے اور اُس طلاق کی عدت بھی منقضی ہوجاوے
تو اس صورت مین زید کا نکاح ہندہ کی بہن و خالہ وغیرہ سے ہوسکتا ہے مسئلہ
اگر کسی نے دو بہنون سے ایک ہی عقد مین نکاح کیا تو دونون کے نکاح باطل ہین
اور اگر ایک عورت سے پہلے نکاح کیا بعد ازان اُس عورت کی بہن کو بھی نکاح مین
لایا (یعنی دو عقد مین دو بہنون سے نکاح کیا) اس صورت مین پہلا نکاح قائم رہے گا
اور دوسرا باطل۔ ہکذا فی قاضی خان مسئلہ جسکی چار بیبیان ہین اور چار بیبیون سے
ایک کو طلاق دیکر اُس مطلقہ کی عدت مین دوسری عورت سے نکاح نہین
کرسکتا ہے۔ ہان بعد انقضائے عدت کے پھر دوسرا نکاح کرسکتا ہے مسئلہ
نکاح موقت اور متعہ کرنا درست نہین ہے۔ اور متعہ یہ ہے کہ مرد عورت سے کہے کہ مین

اتنے روپے کے عوض مین تمکو اتنی مدت رکھونگا اور مین تمسے فائدہ اٹھاؤنگا۔ اور نکاح
موقت یہ ہی کہ مرد عورت سے کہے کہ تمکو اتنے روز کے لیے مثلاً دس روز یا ایک مہینے یا چھ مہینے
کے واسطے نکاح کرتا ہون۔ ایسا نکاح کرنا شرع مین درست نہین ہے۔ ہکذا فی الہدایۃ
مسئلہ بت پرست عورت یا آفتاب پرست یا ستارہ پرست ان عورتون سے نکاح کرنا
درست نہین ہی۔ اور کتابیہ عورت سے جیسے یہودیہ نصرانیہ سے نکاح کرنا جائز ہے

لڑکا لڑکی کتنی عمر مین بالغ ہوتے ہین اسکا بیان

مسئلہ لڑکیان نو برس یا نو برس سے زائد عمر مین بالغ ہوتی ہین مگر نو برس سے کم مین
کبھی بالغ نہین ہوتی ہین اگرچہ جسیمہ ہون اور حیض و حمل و احتلام یہ علامتین بلوغ
کی ہین۔ اور لڑکا بارہ برس سے کم مین نہین بالغ ہوتا ہے اگرچہ جسیم ہو۔ اور لڑکون کی
علامت بلوغ یہ ہی احتلام ہونا یا انزال ہونا یا اس سے کسی عورت کا حاملہ ہونا"
اور جسمین یہ علامتین نہ پائی جاوین اسپر پندرہ برس کے بعد حکم بلوغ کا دیا جاتا ہے۔

جن عورتون سے نکاح کرنا جائز ہے اسکا بیان

مسئلہ جو عورت زنا سے حاملہ ہوئی ہے اس سے نکاح کرنا جائز ہے۔ مگر تا وضع حمل
اس سے وطی درست نہین مسئلہ کتابیہ عورت یعنے یہودیہ و نصرانیہ یا جو عورت
کہ اسلام لائی ہی اس سے نکاح کرنا درست ہی مسئلہ خالہ زاد پھوپی زاد۔ ماموں زاد
چچازاد۔ بہنون سے ایک ساتھ نکاح کرنا درست ہی۔ ہکذا فی الطحاوی مسئلہ ایک
عورت اور اسکی سوتیلی بیٹی سے ایک ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔ ہکذا فی الہدایۃ

ولی کا بیان

نابالغ لڑکا لڑکی یا دیوانے کا نکاح بغیر ولی کے درست نہین ہوتا۔ نابالغ کا ولی پہلا باپ
ہوتا ہی اور اگر باپ نہ ہو تو دادا ولی ہی اور اگر دادا نہ ہو تو اس تقدیر پر پردادا ولی ہوگا
اسی طرح اوپر کی طرف اور جس کا باپ دادا نہ ہو اسکا ولی بھائی ہے اور بھائی

نہونے کی تقدیر پر بھتیجا ولی ہوگا۔ اور اگر بھتیجا نہ ہو تو بھتیجے کا لڑکا ولی ہوگا اور اگر وہ نہ ہو تو اس صورت مین چچا ولی ہوگا۔ اور اگر چچا نہ ہو تب چچا کا بیٹا ولی ہی اور چچا کا بیٹا اگر نہ ہو تو چچا کا پوتا ولی ہوگا۔ اور یہ لوگ اگر نہون تب نابالغ کے باپ کا چچا ولی ہوگا اور اگر نابالغ کے باپ کا چچا بھی نہ ہو تب نابالغ کے باپ کے چچا کا بیٹا ولی ہوگا۔ اور اگر یہ لوگ نہ ہون تو اس صورت مین نابالغ کے دادا کا چچا ولی ہوگا۔ یہ سب بھی جس کا دنیا مین نہ ہو تب اُسکا ولی مان ہے۔ اور مان کے بعد جو یگانگیت مین اقرب ہوگا وہی نابالغ کا ولی ہوگا۔ جیسا ماموں۔ خالہ۔ پھوپھی۔ نانا۔ پرنانا۔ اسی طرح جو یگانہ اور اقرب ہوگا **سوال** اگر باپ دادا۔ چچا کی بے اجازت مان یا ماموں یا نانا نابالغ لڑکا لڑکی کا نکاح کر دیوین تو وہ نکاح درست ہوگا یا نہین **جواب** اگر باپ۔ دادا۔ چچا۔ اُس نابالغ کے نکاح کی خبر سُنکر راضی ہووین تو نکاح مذکور درست ہوگا اور اگر راضی نہ ہووین تو نکاح درست نہ ہوگا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ولی اقرب کی بے اجازت اگر ولی ابعد صغیر و صغیرہ کا نکاح کر دیوی تو وہ نکاح درست ہوگا یا نہین پس ولی اقرب اگر ولی ابعد کے نکاح کر دینے کو جائز رکھے تو وہ نکاح جائز ہوگا ورنہ نہین۔ بلکہ ولی اقرب کی بے اجازت اگر ولی ابعد صغیر و صغیرہ کا نکاح کرے تو اس صورت مین ولی اقرب کو جیسا باپ دادا چچا یہ پہونچتا ہی کہ اُس نکاح کو فسخ کرکے دوسری جگہہ نکاح کر دیوے **مسئلہ** اگر لڑکی نابالغہ ہو تو اُس لڑکی کے ولی اقرب (جیسا باپ دادا۔ چچا) بغیر اذن اُس لڑکی کے جبراً نکاح کر سکتے ہین اور اگر لڑکی بالغہ ہو تب بغیر اذن لڑکی کے نکاح نہین کر سکتے ہین۔ اسمین وہ لڑکی خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ **فائدہ** باکرہ کے یہ معنے ہین کہ اُس عورت نے ہنوز مرد سے صحبت نہ کی ہو۔ اور ثیبہ اُس عورت کو کہتے ہین جو مرد کے قریب گئی ہو جیسے بیوہ **مسئلہ** بالغہ باکرہ لڑکی کے نکاح کے وقت جب ولی اُسکا اُس سے اذن چاہے۔ اُسوقت اگر لڑکی چپ رہی یا بے آواز کے روئی یا مُسکرائی تو وہ

چُپ رہنا“ اور بے آواز کے رونا“ اور مسکرانا“ یہ سب اذن پر دلالت کرتا ہی۔ اور اگر بوقت اذن کے بہت چلّا کر روئی تو وہ زور کا رونا اذن پر دال نہ ہوگا بلکہ وہ انکار نکاح پر دال ہی۔ اور اذن لیتے وقت دولھا کا نام دُلھن کے پاس ذکر کرکے اذن لینا چاہیے اور اگر اُس بالغہ باکرہ سے سوائے ولی کے اور کوئی غیر آدمی اذن لیتا ہے تو اس صورت مین اُس لڑکی کا چُپ رہنا یا مسکرانا یا آہستہ رونے سے اذن نہ ہوگا۔ بلکہ اُس لڑکی کو زبان سے کہنا چاہیے کہ مین نے نکاح کو قبول کیا۔ ایسا ہی جب ثیّبہ سے اذن لیا جاوے تو ثیّبہ کو زبان سے قبول کرنا چاہیے مسئلہ اگر بالغہ لڑکی بغیر علم ولی کے غیر کفو مین نکاح کرے تو بیشک وہ نکاح صحیح ہوگا۔ لیکن اُس لڑکی کے ولی مجبر کو اختیار ہے کہ اُس نکاح کو قائم رکھے یا فسخ کرے مسئلہ مجنونہ یعنے پگلی عورت کے نکاح کر دینے مین اُسکا بیٹا ولی ہوگا مسئلہ اگر ولی اقرب یعنے باپ دادا حاضر نہ ہون یعنے تین رات دن یا اس سے زیادہ سفر مین گئے ہون اور ادھر لڑکی کا خطبہ اُسکے کفو مین ہو رہا ہے مگر کفو کے آدمی لڑکی کے باپ کی خبر آنے تک کے منتظر نہین رہتے ہین تو اس صورت مین ولی ابعد یعنے چچا اُس لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے۔ ہکذا فی جامع الرموز

مسئلہ اگر نابالغ لڑکا لڑکی کا نکاح باپ یا دادا کر دیوے تو وہ نکاح صحیح ہو جاویگا اور جب وہ نابالغ بالغ ہو جاوین اُسوقت اُنکو نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار نہو گا۔ اور اگر سوائے باپ دادا کے اور کوئی ولی نابالغ کا نکاح کر دیوے تو جب نابالغ بالغ ہووے اور نکاح کی خبر سُنے کہ میرا فلان سے نکاح ہوا ہے تو اُسکو معًا سُننے کے اُسی مجلس مین باطلاع قاضی کے اُس نکاح کو فسخ کرنے کا اختیار ہے۔ اور اگر نکاح کی خبر سُنکر کچھ دیر کرے یا وہ مجلس تبدیل ہو تو اتنی دیر کے بعد خیار فسخ کا نہ رہے گا اور اُس نکاح کو نہین توڑ سکے گی۔ ہکذا فی جامع الرموز مسئلہ نابالغ لڑکی کا یگانون مین اگر کوئی اُسکا ولی نہ ہو تو اس حالت مین بادشاہ یا حاکم وقت یا قاضی اُس لڑکی کا ولی ہو کر اُس کا نکاح

کرسکتا ہو لیکن بادشاہ اور حاکم وقت اور قاضی ان لوگون کے نکاح کر دینے سے جب وہ نابالغ بالغ ہو وین اُسوقت اُنکو اپنا نکاح توڑنے کا اختیار ہوگا۔ ہکذا فی العالمگیریۃ **فائدہ** جہان بادشاہ یا حاکم وقت یا قاضی نہ ہو وہان اُس لڑکے کو جو پرورش کرے وہ ولی ہے

کفو کا بیان

شرع مین ہمقوم وہمبرابر کو کفو کہتے ہین۔ اور کفو کا اعتبار پانچ طور سے ہوتا ہے۔ پہلا کفو باعتبار اسلام کے۔ دوسرا کفو باعتبار حرّیت وغلامیت کے پس غلام کا کفو غلام ہوگا نہ کہ حُر۔ تیسرا کفو باعتبار دینداری کے پس دیندار کا کفو فاسق اور بدکار نہ ہوگا۔ چوتھا کفو باعتبار مال کے پس جو شخص کہ اپنی زوجہ کی خور و پوش دینے کی قدرت نہین رکھتا ہو وہ فقیرہ عورت کا بھی کفو نہین ہوگا۔ اور جو شخص کہ اپنی زوجہ کو خور و پوش و مہر دے سکتا ہو وہ تو انگر عورت کا کفو ہوگا۔ پانچوان کفو باعتبار حرفہ و پیشہ کے پس جولاہہ اور حجام اور چمار یہ لوگ عطار اور کپڑا فروش کے کفو نہین ہونگے۔ ہکذا فی جامع الرموز۔ **مسئلہ** اگر کوئی عورت مہر مثل سے کم مہر پر بلا اذن واطلاع اپنے ولی کے خود کسی مرد سے نکاح کر لیوے۔ تو اس صورت مین اُس عورت کے ولی کو اختیار ہے کہ بذریعۂ اطلاع قاضی کے اُسکے مہر کو پورا کروالے یا اُس نکاح کو بذریعۂ قاضی کے فسخ کرالے۔ ہکذا فی جامع الرموز۔

نکاح وکیل اور فضولی کے بیان مین

جو کوئی بلاواسطہ ولی یا وکیل کے اپنا نکاح خود آپ کرتا ہو اُسکو شرع مین اصیل کہتے ہین اور اگر دوسرا آدمی عاقدین (یعنی زوجین) سے یا عاقدین کے ولی سے اذن لیکر نکاح کرتا ہے تو اُس دوسرے کو وکیل کہتے ہین اور جو شخص کہ بلا اذن عاقدین کے نکاح کرسکتا ہے اُسکو ولی کہتے ہین۔ جیسا باپ دادا۔ ان تینون سے جو خارج ہو اُس کو فضولی کہتے ہین **فائدہ** فضولی وہ شخص ہے جو عاقدین کا نہ ولی ہو نہ وکیل اور وہ کسی مرد کا کسی عورت سے بلا اذن و آگاہی اُن دونون عاقدین کے نکاح کر دے

مسئلہ اگر کوئی فضولی کسی مرد یا عورت کا نکاح بغیر اذن و آگاہی اُس مرد یا عورت کے کردیوے۔ یا دو فضولی ایک مرد کی طرف سے ہو۔ اور دوسرا عورت کی طرف سے بغیر اذن عاقدین کے مرد کا نکاح اگر عورت سے کردین تو اس صورت مین اگر دولھا دولھن اُس نکاح کی خبر سے واقف ہوکر اُس نکاح سابق کو (جو دو فضولی نے دو طرف سے کردیا تھا) قبول و منظور کرین تو وہ نکاح سابق درست و قائم رہے گا اور اگر دولھا دولھن اُس نکاح سے واقف ہوکر اُس نکاح کو (جو کہ دو فضولیون نے کردیا تھا) منظور نہ کرین تو وہ نکاح باطل ہوگا

مہر مثل کے بیان مین

نکاح مین عورتون کا مہر دس درم سے کم نہین ہوسکتا ہے۔ اور زیادہ مہر جتنا دی سکے اُس مین ممانعت نہین۔ عرب مین درم کا رواج ہی۔ وہان کے دس درم اس مُلک کے حساب سے دو روپیہ دس آنے ہوتے ہین۔ ہکذا فی شرح المشکوٰۃ مسئلہ اگر کوئی بے مہر کے کسی عورت سے نکاح کرے یا اس شرط پر نکاح کرتا ہے کہ مہر نہین دونگا تو اس صورت مین نکاح صحیح ہوجاویگا لیکن بی بی کا مہر مثل شوہر پر واجب ہوگا۔ فائدہ مہر مثل اُسکو کہتے ہین کہ عورت کے باپ کی طرف سے جو عورتین قرابت دار ہین مثلاً حقیقی بہن اور پھوپی اور چچازاد بہن ان عورتون مین سے جس کے ساتھ وہ عورت (جسکا نکاح ہورہا ہے) صورت و سن و عقل و پرہیزگاری و دینداری و مالداری و باکرہ ہونے یا ثیبہ ہونے مین ملیگی اُسکے مہر پر قیاس کرکے اُس عورت کا مہر ٹھہرادین۔ اور اگر اُس عورت کے باپ کی طرف سی کوئی عورت نہ ہو تو اس صورت مین اُس عورت کے خاندان کی عورتون پر باعتبار سن و جمال و مال و باکرہ ہونے یا ثیبہ ہونے پر قیاس کرکے مہر ٹھہرایا جائیگا مسئلہ مان اور خالہ کے مہر پر قیاس کرکے کسی عورت کا مہر مثل نہین ہوسکتا ہی مگر جس صورت مین مان اور خالہ اُسکے باپ کی

قوم سے ہو اُسوقت اُس مان اور خالہ کے مہر پر قیاس کرکے مہر مثل ٹھہرایا جاسکتا ہے

عورتون کا مہر مرد پر کب واجب الادا ہوتا ہے

بی بی کا مہر شوہر پر تین چیز سے واجب ہوتا ہی - پہلے وطی - دوسرے موت احد الزوجین تیسرے خلوت صحیحہ پس اگر ایکبار وطی پائی جاوے تو مرد پر پورا مہر واجب الادا ہوتا ہی ایسا ہی موت احد الزوجین سے یعنی میان بی بی دونون مین سے اگر ایک مرجاوے تو بی بی کا مہر پورا ہوگا - ویسا ہی خلوت صحیحہ کے پائے جانے سے بھی پورا مہر واجب الادا ہوتا ہے
فائدہ خلوت صحیحہ کی تعریف یہ ہو کہ میان بی بی بالغین کا تخلیہ ایسی جگہ مین ہووے کہ اگر وہان وطی کرین تو ہرگز کسی کو خبر نہ ہو اور عورت کی طرف سے مانع وطی کی کوئی بات نہ ہو خواہ وہ مانع وطی طبعی ہو یا شرعی طبعی جیسا کہ حیض ہونا یا عورت مین کوئی مرض مخصوص ہو - مانع شرعی جیسا کہ رمضان کا مہینا کیونکہ روزے مین دن کو وطی حرام ہے ایسا ہی حالت حیض مین وطی کرنا حرام ہی - پس زوجین بالغین کا ایسا تخلیہ اور ایسی جگہ مین ہونا اور ان موانعون سے خالی ہونے سے خلوت صحیحہ ہوتی ہے - اور خلوت صحیحہ پائے جانے سے پورا مہر شوہر پر واجب الادا ہوتا ہے کیونکہ خلوت صحیحہ مین عورت کی جانب سے تفویض معقود علیہ[1] پایا گیا فائدہ خصی کیا ہوا مرد یا نامرد یا ذکر بریدہ مرد یا وہ شخص جو رمضان کا روزہ قضا کرتا ہی جیسا پیر ضعیف - یا مریض وغیرہ - یہ لوگ اگر اپنی بی بی سے خلوت صحیحہ کرین تو ان پر بھی پورا مہر واجب الادا ہوگا کیونکہ عورت کی طرف سے تفویض معقود علیہ پایا گیا ہے اور انکا قبضہ نہ کرنا پورے مہر کے وجوب ہونے کو مانع نہین ہوسکتا ہے مسئلہ اگر تعین مہر مین زوجین کے درمیان اختلاف ہو مثلاً بی بی کہتی ہے کہ میرا مہر وقت نکاح کے بیس[۲۰] روپیہ مقرر ہوا تھا اور شوہر کہتا ہے کہ نہین عند العقد کے تمہارا مہر سولہ[۱۶] روپیہ ٹھہرایا گیا ہے تو اس صورت مین مہر مثل دیا جائے گا مسئلہ (نکاح کے وقت[۳]) قبل خلوت صحیحہ وطی کے اگر زوجہ کو طلاق دی جاوے

[1] معقود علیہ [illegible]

تو نصف مہر زوج پر واجب الادا ہی۔ جس عورت کا مہر مقرر نہین ہی اور اُسکے شوہر نے وطی کبھی نہین کی ہی۔ اس حالت مین اگر اُسکا شوہر طلاق دے تو وہ عورت اپنے شوہر سے ایک متعہ پاوے گی۔ اور متعہ ایک کُرتا اور ایک سربند اور ایک چادر ہے **مسئلہ** اگر بی بی اپنا کُل مہر یا نصف مہر یا ربع مہر شوہر کو معاف کردے تو وہ معاف کرنا درست ہوگا اور زوج مہر سے بری الذمہ ہوجائیگا۔ اور اگر مہر مقررہ پر شوہر کچھ زائد کردے تو یہ زیادہ کرنا بھی درست ہی۔ ہکذا فی در المختار۔ **مسئلہ** قرض جیسا دائن پر واجب الادا ہی بی بی کا دین مہر بھی علی ہذا القیاس شوہر پر واجب الادا ہے۔ پس جب تک شوہر بی بی کا مہر ادا نکرے یا بی بی شوہر کو مہر معاف نہ کرے تب تک شوہر کو دین مہر سے برارت نہین ہوگی **مسئلہ** اگر کوئی پانچ سو روپیہ دین مہر ٹھہرا کے اس شرط پر نکاح کرتا ہے کہ بی بی کو اس شہر سے دوسری جگہ نہین لیجاؤنگا اور دوسرا نکاح بھی نہ کرونگا۔ بعد اس شرط کے وہ ناکح اگر اپنے قول پر ثابت رہا یعنے اپنی منکوحہ کو دوسرے شہر مین نہین لے گیا اور بعد اسکے دوسرا نکاح بھی نہین کیا تو وہی پانچسو روپیہ (جو مہر ٹھہرایا گیا ہی) وہی قائم رہیگا۔ اور اگر ناکح اپنے قول سے منحرف ہوا یعنی اُس بی بی کو اُس شہر سے دوسری جگہ لے گیا یا دوسرا نکاح کیا تو اُس وقت مہر مثل واجب ہوگا۔ اور وہ پانچسو روپیہ (جو مہر ٹھہرایا تھا) باطل ہوگا **مسئلہ** جب بی بی کا دین مہر مثل دَین اجنبی کے واجب الادا ہے پس بی بی کے مہر وصول کرنے کے قبل اگر اُسکے شوہر کے ترکے کو ورثا تقسیم کرلیوین تو اس صورت مین بی بی کو اختیار ہے کہ اپنا مہر ادا کرنے کے واسطے وہ تقسیم (جو ورثا نے کی ہے) اُسکو باطل کر کے اپنا مہر وصول کرلیوے اور بعد لینے مہر کے اگر کچھ بچے تو البتہ اُس مین ورثا مستحق ہونگے **مسئلہ** اگر عند العقد کے کُل مہر معجل (یعنے پورا مہر معہ طلب کے ادا کرنا) قرار پایا ہی تو زوجہ ادا ے مہر کے واسطے اپنے شوہر کو وطی سے

روک سکتی ہی اور اگر نصف مہر معجّل اور نصف موجّل ہی تو اس صورت مین فقط جو نصف معجل ہو اُتنے ہی کے ادا کے واسطے زوج کو وطی سے روک سکتی ہی نہ موجل کے واسطے مسئلہ اگر مرد اپنی بی بی کو سفر مین لیجانا چاہتا ہی لیکن زوجہ یہ کہتی ہو کہ جب تک میرا کل مہر یا مہر معجل میرا نہ دوگے تب تک مین تمھارے ساتھ سفر مین نہین جاؤنگی تو بی بی کا یہ انکار سفر سے قبل ادا اپنے مہر کے صحیح و جائز ہی مسئلہ اگر عورت قبل لینے اپنے مہر معجل کے بلا اذن شوہر کے اپنے خویش و اقربا کی ملاقات کے واسطے باہر جاوے تو یہ جانا اُسکا جائز و درست ہی۔ مگر بعد لینے مہر معجّل کے بغیر اجازت شوہر کے نہین جا سکتی ہے

نکاح پڑھانیکا قاعدہ

جب شادی کی مجلس مین عاقدین یعنی دولھا دُلھن کی طرف کے لوگ حاضر ہووین اور قاضی جو نکاح پڑھانیوالا ہی وہ بھی حاضر ہو تو پہلے مہر متعین کرنا ضرور ہے بعد ازان اگر لڑکی بالغہ باکرہ ہو تو اس صورت مین اذن کے واسطے وکیل بھیجنا چاہیے اور وکیل اپنے ہمراہ دو گواہ مکلفین کو لیکر عورت سے اسطرح پوچھے کہ زید بکر کے لڑکے محمد عمرو کے ساتھ پچاس روپیہ مہر کے عوض مین تمھارا نکاح ہوتا ہی۔ تمکو یہ نکاح قبول و منظور ہے یا نہین۔ تب دُلھن اگر کہے گی کہ مین راضی ہون۔ یا کہے گی کہ ہان۔ تو اذن ہو جائیگا اور اگر دُلھن کا ولی دُلھن سے اذن لیتا ہی تو اس صورت مین دُلھن کے چپ رہنے یا مسکرانے سے یا بغیر آواز کے رونے سے بھی اذن ہوگا۔ اور اس صورت مین (یعنی جب دُلھن کا ولی دُلھن سے اذن لیتا ہی) دُلھن کو مُنھ کھولکر ہان قبول کرتی ہون اسطرح سے قبول کرنے کی حاجت نہین ہی اور اس صورت مین (یعنے جب دُلھن کا ولی دُلھن سے اذن لیتا ہی) دُلھن کے چلاّ کر رونے سے اذن نہین ہوگا بلکہ رونا چلاّ کر رد نکاح پر دال ہے اور اگر بیوہ عورت کے نکاح مین اُسکا ولی اُس بیوہ سے اذن لیتا ہے تو اس صورت مین اُس بیوہ کو چپکے ہنسی یا ہنسنے سے اذن نہین ہوگا بلکہ اُس بیوہ کو مُنھ

صاف مُنھ کھولکر کہنا چاہیے کہ مین قبول کرتی ہون فائدہ اگر عورت باکرہ ہو (یعنی کنواری جسنے ابتک مرد نہین دیکھا ہی) اور اُسکا ولی اُس سے اذن لیتا ہے تو اُسوقت اُس باکرہ کے چُپ رہنے سے یا مسکرانے سے یا بغیر آواز کے رونے سے اذن ہو جائیگا اور اُس باکرہ کو مُنھ کھولکر کہنا کہ ہان مین قبول کرتی ہون اس طرح کہنے کی کچھ ضرورت نہین ہے۔ اور بعض دیار مین یہ رسم ہے کہ دُلھن سے جب نکاح کا اذن لیا جاتا ہے تب دُلھن اپنے ہاتھ سے سر و تا گرا دیتی ہی۔ یا ایک پان دیتی ہے۔ پس اگر وہ لڑکی باکرہ (یعنے کنواری ہی) اور اُسکا ولی اذن لیتا ہی تو اس تقدیر مین ایسے افعال سے اذن ہو جائیگا اور اگر عورت ثیبہ ہو (یعنی جو مرد کے پاس گئی ہو) اور اُس کا ولی اُس سے اذن لیتا ہی تو اس صورت مین اُس عورت کو خود مُنھ کھولکر قبول کرنا چاہیے اور اُس ثیبہ کے قول سے کنایۃً و اشارۃً اذن یا اُسکے فعل سے اذن معتبر نہین ہوگا۔ جبکہ ولی یا وکیل عورت سے نکاح کا اذن لیوی اُسوقت دو گواہ معًا یعنی ایک ساتھ ہو کر اُس اذن کو سُننا چاہیے۔ کیونکہ اگر وہ دونون گواہ ایک ساتھ رہ کر عورت کے اِذن کو نہین سُنین گے بلکہ متفرق ہو کر سُنین گے یعنی اس طور پر کہ پہلا ایک گواہ اذن سن لے بعد ازان اول گواہ چلا جاوی اور دوسرا گواہ آکر اذن سُنے تو وہ گواہی شرع مین معتبر نہین ہوگی۔ بعد ازان وکیل اُن دونون گواہونکو اپنے ہمراہ لیکر شادی کی مجلس مین آکر عورت کے اذن کو اسطرح پر بیان کریگا اور قاضی کی طرف مخاطب ہو کر یون کہے گا "کہ زید کی لڑکی خدیجہ پچاس روپیہ مہر کے عوض مین بکر کے لڑکے محمد عمرو کے ساتھ نکاح کرنے کو راضی ہوئی ہے پھر قاضی وکیل سے پوچھے گا کہ اس بات پر گواہ کون کون ہے۔ تب وکیل اُن دونون گواہون کی طرف اشارے سے دکھاویگا کہ یہ دو شخص گواہ ہین۔ تب قاضی اُن دونون گواہون سے پوچھے گا۔ کہ عورت مذکور نے نکاح کا اذن دیا ہے تمنے اپنے کانون سے ایک ساتھ ملکر سُنا ہی تب وہ دونون گواہ عورت مذکور کے اِذن کو

قاضی کو سنائینگے۔ مثلاً پہلا گواہ یون کہے گا کہ زید کی لڑکی خدیجہ نے پچاس روپیہ دین مہر
کے عوض مین بکر کے لڑکے محمد عمرو کے ساتھ نکاح کرنے کو قبول کرنے کے خود اذن دیا
ہے یہ مین نے اپنے کانون سے سُنا ہے۔ پھر دوسرا گواہ بھی اسی طرح سے
کہے گا تب قاضی خطبۂ مرقومۃ الذیل (جو مشتمل حمد و نعت و آیات قرآنی ہے)۔ دولھا کی
طرف سے باواز بلند پڑھیگا۔ وہ خطبہ یہ ہے

خطبۂ نکاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ
شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ
فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ
وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ
الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۞ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ
وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۞ پھر قاضی اس خطبے کے پڑھنے کے
بعد اگر دولھا بالغ ہو تو وکیل دولھا کی طرف متوجہ ہو کر اس طرح ایجاب کرے کہ مین نے
اپنی موکلہ یعنی زید کی لڑکی خدیجہ کو پچاس روپیہ مہر کے عوض مین تمھارے ساتھ نکاح کر دیا
(یہ قول اول ایجاب ہوا) تب وکیل کی طرف متوجہ ہو کر دولھا کہے کہ مین نے اس
نکاح کو بالتفصیل قبول کیا (یہ قول ثانی قبول ہوا) **فائدہ** ملخص کلام یہ ہے کہ اگر دولھا
اور دُلھن بالغین ہو وین تو وکیل دو گواہ کے ساتھ بالغہ دُلھن سے اذن
لیکر دولھا کی طرف متوجہ ہو کر کہے کہ مین نے اپنی موکلہ فلانے کی بیٹی مسماۃ

فلانی سے اتنے روپیہ مہر کے عوض تمھارے ساتھ نکاح کر دیا۔ تب دولھا وکیل کی طرف متوجہ ہو کر کہے کہ مین نے اُسکو قبول کیا تو نکاح صحیح ہوجائیگا

نابالغ دولھا اور دُلھن کے ایجاب قبول کا بیان

اگر دولھا اور دُلھن دونون نابالغ ہون تو اُس نابالغہ دُلھن کا ولی مجلس نکاح مین یا کہ ۲ دو گواہ کے سامنے اُس نابالغ دولھا کے ولی کی طرف متوجہ ہو کر اسطرح سے ایجاب کرے کہ مین نے اپنی لڑکی یا پوتی یا بھتیجی مسماۃ زبیدہ بنت مسمیٰ فلان کو پچیس ۲۵ روپیہ مہر کے عوض مین تمھارے لڑکے یا پوتے یا بھتیجے مسمےٰ کرامت اللہ کے ساتھ نکاح کر دیا۔ تب نابالغ دولھا کا ولی کہے کہ مین نے ولایۃً قبول کیا تو نکاح درست ہوجاویگا

بلا واسطۂ ولی یا وکیل کے دولھا دُلھن کے ایجاب وقبول کا قاعدہ

اگر دولھا اور دُلھن دونون بالغ ہووین تو دولھا مجلس نکاح مین یا ۲ دو گواہ کے سامنے دُلھن کی طرف مخاطب ہو کر اسطرح ایجاب کرے کہ مین نے تمھارے ساتھ بعوض پچاس ۵۰ روپیہ مہر کے نکاح کیا۔ تب دُلھن کہے کہ مین نے قبول کیا۔ تو نکاح صحیح ہوجائیگا۔ مسئلہ اگر دُلھن ۲ دو گواہ کے سامنے دولھا سے کہے کہ مین نے اپنے نفس کو اتنے روپیہ مہر کے عوض مین تمھارے نکاح مین دیا۔ تب اگر دولھا کہے کہ مین نے قبول کیا تو نکاح صحیح و درست ہوجائیگا

دولھا بالغ اور دُلھن نابالغہ کے ایجاب وقبول کا قاعدہ

نابالغہ دُلھن کا ولی مجلس عقد مین یا ۲ دو گواہ کے سامنے دولھا کی طرف مخاطب ہو کر اس طرح ایجاب کرے کہ مین نے اپنی لڑکی یا بھتیجی یا بھانجی مسماۃ فلانی کو اتنے روپیہ مہر کے عوض مین تمھارے ساتھ نکاح کر دیا اور دولھا کہے کہ مین نے قبول کیا تو نکاح صحیح ہوجاویگا

نابالغ دولھا اور بالغہ دُلھن کے ایجاب وقبول کا قاعدہ

اگر بالغہ دُلھن کیطرف سے کوئی وکیل ہو تو وہ وکیل مجلس عقد مین یا ۲ دو گواہ کے سامنے اس نابالغ دولھا کے ولی کیطرف متوجہ ہو کر اس طرح ایجاب کرے کہ مین نے اپنی موکلہ مسماۃ

فلانی بنت مسمی فلان کو بعوض اتنے روپیہ مہر کے تمہارے موکل یا تمہارے لڑکے یا تمہارے پوتے مسمی فلان بن فلان کے ساتھ نکاح کر دیا۔ تب اُس نابالغ دولھا کا ولی کہے کہ مین نے ولایۃً قبول کیا۔ تو نکاح صحیح ہو جاویگا۔ اور اگر بالغہ دُلھن دوسرے کسی کو وکیل نہ بناوے بلکہ خود ایجاب کرے۔ تب وہ بالغہ دُلھن گواہونکے سامنے اُس نابالغ دولھا کے ولی کی طرف متوجہ ہو کر اسطرح ایجاب کرے کہ مین نے اپنی ذات کو یا اپنے نفس کو اتنے روپیہ مہر کے عوض مین تمہارے لڑکے مسمی فلان بن فلان کے نکاح مین دیا تب اُس نابالغ دولھا کا ولی کہے کہ مین نے ولایۃً قبول کیا تو نکاح صحیح ہو جاوے گا۔

اگر دولھا اور دُلھن بالغین کی طرف سے دو شخص وکیل ہون یا دولھا اور دُلھن نابالغین کے ولی کی طرف سے دو وکیل ہون تو اُن دونون وکیلون کے ایجاب و قبول کرنے کا قاعدہ

دُلھن کی طرف کا وکیل مجلس نکاح مین یا دو گواہون کے سامنے دولھا کے وکیل کی طرف متوجہ ہو کر اسطرح ایجاب کرے کہ مین نے اپنی موکلہ فلانی کی لڑکی مسماۃ فلانی کو تمہارے موکل مسمی فلان بن فلان کے ساتھ اتنے روپیہ مہر کے عوض مین نکاح کر دیا۔ تب دولھا کی طرف کا وکیل کہے کہ مین نے وکالۃً قبول کیا تو نکاح صحیح ہو جاوے گا۔

اگر دولھا اور دُلھن دونون کی طرف سے ایک ہی شخص وکیل مقرر کیا گیا ہو تو اُسکے ایجاب و قبول کا قاعدہ

صورت مسئلے کی یہہ ہے مثلاً بالغ دولھا نے اپنے نکاح کیواسطے ایک شخص کو وکیل مقرر کیا ہے پھر بالغہ دُلھن نے بھی اپنے نکاح کیواسطے اُسی شخص کو وکیل مقرر کیا۔ یا کہ نابالغ دولھا کے ولی نے اپنے لڑکے کے نکاح کے واسطے جسکو وکیل مقرر کیا ہے۔ نابالغہ دُلھن کے ولی نے بھی اپنی نابالغ لڑکی کے نکاح کے واسطے اُسی شخص کو وکیل مقرر کیا ہے تو اس صورت مین وہ شخص جو دونون کی طرف سے وکیل مقرر ہے وہ مجلس عقد مین یا دو گواہون کے سامنے

اسطرح کہے کہ مین نے اپنی موکلہ فلانی بنت فلان کو سو روپیہ مہر کے عوض مین اپنے موکّل فلان بن فلان کے ساتھ نکاح کردیا تو وہ نکاح درست ہوجائے گا۔ اور پھر اُس وکیل کو شوہر کی طرف سے (قبول کیا) یہ کہنے کی حاجت نہین ہے

ایک ہی شخص ولی کے ذریعہ سے عاقدین کے ایجاب وقبول کا قاعدہ

اگر کوئی شخص اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح اپنے نابالغ بھتیجے سے یا نابالغہ بھتیجی کا نکاح اپنے نابالغ لڑکے سے کرنا چاہتا ہے تو وہ شخص جو عاقدین کا ولی ہے بر سر مجلس نکاح یا دو گواہوں کے سامنے اسطرح کہے کہ مین نے اپنی بھتیجی کا نکاح اپنے لڑکے سے یا اپنی لڑکی کا نکاح اپنے بھتیجے سے بعوض مہر اتنے روپیہ کے کردیا تو وہ نکاح صحیح ہوجاوے گا۔

ایک ہی شخص دولہا بھی ہو اور ولی بھی ہو اُسکے ایجاب وقبول کا قاعدہ

اگر کوئی اپنی چچازاد بہن سے (کہ جسکا سوائے اُس چچازاد بھائی کے اور کوئی ولی نہین ہے) نکاح کرتا ہے تو وہ شخص مجلس عقد مین یا دو گواہوں کے سامنے اس طرح کہے کہ مین اپنی چچازاد بہن مسماۃ فلان بنت فلان کو بعوض اتنے روپیہ مہر کے اپنے نکاح مین لایا تو وہ نکاح درست ہوجائیگا پھر اُسکو دوبارہ "قبول کیا" کہنے کی حاجت نہین

وکیل اور دولہا ایک ہی شخص ہو تو اُسکے ایجاب وقبول کا قاعدہ

اگر کسی عورت نے کسی مرد کو یہ کہکر وکیل بالنکاح کیا تھا کہ مجھکو تم اپنے نکاح مین لاؤ یعنی تم خود مجھسے نکاح کرو۔ اسمین اگر وہ وکیل نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ مجلس عقد مین دو گواہوں کے سامنے یوں کہے کہ مین نے اپنی موکّلہ مسماۃ فلانی بنت فلان کو بعوض مہر اتنے روپیہ کے اپنے عقد مین لیا تو وہ نکاح صحیح ہوجاویگا اور پھر ثانیاً "قبول کیا" کہنے کی کچھ حاجت نہین ہے

اگر کوئی شخص عاقدین مین سے ایک کا ولی اور دوسرے کا وکیل بالنکاح ہو تو اُسکے ایجاب وقبول کا قاعدہ

صورت اُسکی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے نابالغ لڑکے کے نکاح کیواسطے کسی شخص کو وکیل بالنکاح

مقرر کرے پس وہ وکیل اپنی چچازاد بہن کے ساتھہ یا اپنی لڑکی کے ساتھہ کہ جسکا ولی وہ
وکیل خود ہی اُس نابالغ کا ذکر جسکی طرف سے وہ وکیل بالنکاح ہے نکاح کردینا
چاہتا ہی تو اس صورت مین وہ ایک ہی شخص دولھا کی طرف سے وکیل اور دولھن کی
طرف سے ولی ہوگا۔ وہ مجلس عقد مین دو گواہون کے سامنے اسطرح کہے کہ مین نے اپنی چچازاد
بہن یا اپنی لڑکی کو کہ جسکا ولی مین ہون بعوض اتنے روپیہ مہر کے اپنے موکل مسمے
فلان بن فلان کے ساتھہ نکاح کردیا۔ تو وہ نکاح صحیح ہوجاویگا۔ بعد انجام شادی
دولھا کو اس دعا سے مبارکبادی دیوے بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ
دعاے دیگر اَللّٰهُمَّ اَدِمْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَدَمْتَ بَيْنَ اٰدَمَ وَحَوَّاءَ اَللّٰهُمَّ اَرِبْ بَيْنَهُمَا
كَمَا اَرَبْتَ بَيْنَ عَائِشَةَ وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْهَا وَاَخْرِجْ مِنْهُمَا الطَّيِّبَ بعدہٗ حاضرین مجلس درود شریف پڑھین۔ بعد ازان
اگر کابین نامہ لکھنے کی حاجت ہو تو بحسب عبارت مرقومۃ الذیل کابین نامہ لکھدیوین
الحمد للہ الخ سوال اکثر جگہہ یہ مروج ہی کہ قبل ایجاب و قبول کے دولھا اور دولھن کی
طرف کے وکیل کو اور دولھا کو کلمہ شہادت وغیرہ پڑھاتے ہین اور تین دفعہ ایجاب و قبول
کراتے ہین پس قبل ایجاب و قبول کے کلمہ پڑھنا شرعاً درست ہے یا نہین جواب قبل
ایجاب و قبول کے البتہ خطبہ پڑھنا سنت ہے مگر کلمہ وغیرہ کا پڑھنا کسی کتاب سے ثابت
نہین ہی ہان اگر انکے عقیدے مین کسی طرح کا خلل ہو تو البتہ کلمہ پڑھانا ضرور ہے۔
اور ایجاب و قبول ایکبار کہنے سے نکاح صحیح ہوجاتا ہے۔ تین بار اگر ایجاب و قبول
نہ کرے تو کچھہ نقصان نہین ہی سوال اس ملک مین بہت جگہہ یہ بات مروج ہی کہ دولھن
خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ بہرحال اُسکی طرف سے ایک وکیل مقرر کرکے اُس دولھن سے
اذن لاکر دولھا خواہ بالغ ہو یا نابالغ بہرکیف اُس سے ایجاب و قبول کرواتے
ہین۔ یہ امر بحسب شرع کے جائز ہے یا نہین جواب اگر دولھا اور دولھن دونون

بالغ ہو وین تب ایسا کرنا درست ہی اور اگر دونوں نابالغ ہو وین یا ایک نابالغ ہوا اور دوسرا بالغ ہو تب اُس نابالغ کے ولی کے سواے دوسرے کسی سے ایجاب و قبول کروانا درست نہین ہی اور جن لوگونکا اس طرح سے نکاح ہوا ہے اُنکو مناسب ہے کہ اپنے نکاح کو دُہرالیوین سوال اکثر جگہہ یہ رسم ہے کہ غیر کسی کو وکیل نہین کرتے ہین بلکہ خاص دُلھن کے بھائی کو (خواہ وہ بھائی بالغ ہو یا نابالغ) اُسکو ولی کی طرف سے وکیل ٹھہراکر اُس وکیل سے دُلھن کا اذن لاکر اُس سے اور دولھا سے ایجاب و قبول کرواتے ہین یہ امر شرعاً درست ہی یا نہین جواب وہ وکیل خواہ دُلھن کا بھائی ہو یا کوئی غیر ہو اگر وہ بالغ ہی تو وہ ایجاب قبول درست ہی اور اگر نابالغ ہی تو نابالغ کی وکالت سے نکاح درست نہ ہوگا سوال اکثر جگہہ یہ دستور ہے کہ قبل نکاح کے دُلھن کا ولی اپنی لڑکی کے مہر کی بابت یا باورچی خانے کے خرچے کی بابت یا حسب و نسب مین اپنے کو بڑا جان کر دولھا کے ولی سے کچھہ روپیہ لیتا ہے یا کہ دُلھن کا ولی حسب و نسب مین اپنے کو بڑا جان کر دولھا کے ولی سے کچھہ روپیہ لیتا ہے۔ پس اسطرح سے روپیہ لینا اور دینا شرعاً جائز ہے یا نہین اور اس روپیہ سے ضیافت کرنا اور اُس ضیافت کا کھانا شرعاً درست ہوگا یا نہین جواب لڑکی کے مہر کی بابت ہو یا باورچی خانے کے خرچے کی بابت ہو یا حسب و نسب مین اپنے کو بڑا جان کر ہو بہر حال قبل عقد کے دولھا سے یا دُلھن سے روپیہ لینا اور دینا اور اُس روپیہ سے ضیافت کرنا اور اُس ضیافت کا کھانا شرعاً ممنوع ہے کیونکہ قبل عقد کے دولھا اور دُلھن سے روپیہ لینا یہ رشوت ہوگا اور رشوت شرع مین حرام ہے پس حرام روپیہ سے ضیافت کرنا اور اُس ضیافت کا کھانا کیونکر شرع مین درست ہوگا۔ سوال اکثر جگہہ یہ رسم جاری ہے کہ قبل نکاح کے دُلھن کا ولی اپنی لڑکی کے مہر کا روپیہ دولھا کے ولی سے لیکر خرچ کرتا ہے پس اسطرح قبل نکاح کے مہر لے کر خرچ کرنا شرعاً درست ہی یا نہین جواب اگر لڑکی نابالغہ ہو تو اُس لڑکی کا ولی اُسکے شوہر سی مہر کا

روپیہ لیکر تا بلوغ لڑکی کے وہ مہر کا روپیہ اپنی پاس امانت رکھ سکتا ہی اور لڑکی کا ولی خود اُس روپیہ کو خرچ نہین کر سکتا ہی۔ اور اگر وہ لڑکی بالغہ ہو تو بغیر اذن لڑکی کے اُسکے مہر کا روپیہ لینا اور خرچ کرنا درست نہین ہی سوال بہت لوگ شادی مین ڈھول باجا گیت وغیرہ امور ناجائزہ کرتے ہین اور نکاح کے دو ایک روز کے بعد طعام ولیمہ کر کے اپنے دوست و احباب و ہمسایہ کو کھلاتے ہین۔ اُس طعام ولیمہ کی ضیافت کھانا درست ہے یا نہین جواب یہ ضیافت کھانا مکروہ ہے۔ کیونکہ جو شخص کہ ڈھول گیت۔ باجا۔ اور امور خلاف شرع کے کرتا ہی اُسکو فاسق مُعلن کہتے ہین اور فاسق مُعلن کی ضیافت قبول کرنا مکروہ ہی سوال اکثر مقامون مین ایسا دیکھا گیا ہی کہ شادی کے روز جس گھر مین دولہا کو بیٹھنے کی جگہ دیتے ہین اُس گھر کی دیوار و کھنبے وغیرہ مین خوبی اور زینت کیواسطے کپڑا لپیٹ دیتے ہین اور دولہا کی نشستگاہ پر چندوا لٹکا دیتے ہین۔ شرعاً یہ امر درست ہی یا نہین جواب خوبی کے واسطے ان سب امور کو رسوم دین سمجھنا بدعت بلکہ حرام ہے سوال شادی کے روز دولہا کو جو پالکی یا گھوڑی یا سواری پر چڑھا کر لیجاتے ہین اُسکا کیا حکم ہے اور اگر دولہا پیدل شادی کرنیکو جاوے تو اسمین حرج ہی جواب شادی کے روز گھوڑی یا پالکی یا سواری پر چڑھ کے جانے کی کوئی دلیل کسی کتاب سے ثابت نہین ہے بلکہ کراہیت پر دلیل ہی لیکن اگر پیدل جانے مین کچھ عذر ہو مثلاً دلہن کا مکان بہت دُور ہی یا کہ دولہا بہت کمزور و بیمار ہے۔ یا کہ راستے مین بہت کیچڑ ہی یا کہ پیدل جانے سے کپڑا خراب ہونیکا احتمال ہی۔ یا کہ دولہا ہمیشہ سواری پر جانیوالا ہی۔ اور دولہا کے سواری پر جانے سے کسی طرح کی بے ادبی نہین ہوتی ہے مثلاً دولہا پالکی پر اور دولہا کا پیر و اُستاد و بزرگ پیدل۔ تو ایسے موقع مین دولہا کو سواری پر جانا مُباح ہی۔ کیونکہ اصل شے کی اباحت ہی جب تک اُسکے خلاف پر کوئی دلیل نہ ہو

عدل کے بیان مین

بیبیون کے درمیان برابر طور سے پیش آنے کو عدل کہتے ہین جس شخص کی دو یا تین یا چار بیبیان ہون اُسکو سب بیبیون کے درمیان عدل کرنا واجب ہے عدل سے یہان یہ معنی مراد ہین کہ سب بیبیون کے ساتھ برابر سلوک کرنا اور سب کو برابر خور و پوش و مایحتاج معیشت بحسب اپنی استطاعت کے دینا اور سب کے ساتھ برابر شب باشی کرنا چاہیے - اگرچہ مرد بیمار یا نامرد یا ذکر بریدہ ہو تب بھی عدل شرط ہے مسئلہ باکرہ و ثیبہ و جوان و بڑھیا و نئی و پرانی و مسلمہ و کتابیہ سب بیبیون کے درمیان برابر عدل کرنا چاہیے کیونکہ خلاف عدل کے پیش آنے والے سے خدا ناخوش ہوتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے گھر مین دو بیبیان ہون اگر وہ شخص عدل نہ کرے اور ایک کی طرف مائل ہو تو قیامت کے دن اُسکا سر ایک طرف جھکا ہوا ہوگا -

رضاعت کے بیان مین

جو لڑکا یا لڑکی ڈھائی برس کے سن مین یا اُس سے کم سن مین کسی عورت کی پستان سے دودھ پیوے تو رضاعت ثابت ہوگی مسئلہ ڈھائی برس کے اندر اگر کوئی لڑکا یا لڑکی کسی عورت کی پستان سے ایک دفعہ چوس کے دودھ پیے تو رضاعت ثابت ہوگی یعنے لڑکے نے جس عورت کا دودھ پیا ہے وہ عورت اُس لڑکے کی رضاعی مان یعنے دودھ پلانے کی وجہ سے مان ہوگی اور اُس عورت کا شوہر اُس دودھ پینے والے کا رضاعی باپ یعنی دودھ کی وجہ سے باپ ہوگا - مگر بعد ڈھائی برس کے دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہوگی - ہکذا فی الہدایہ مسئلہ رضاعت کا حکم یہ ہے کہ جیسے اپنے خاندان مین جن عورتون سے نکاح کرنا حرام ہے مثلاً نانی - دادی - پھوپی بہن وغیرہ ایسا ہی دودھ مان اور دودھ باپ کے خاندان کی اُن عورتون سے نکاح کرنا حرام ہے مسئلہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی جن دونون کے درمیان کسی طرح کی قرابت و رشتہ نہین ہے اگر یہ دونون ڈھائی برس کی عمر مین یا اس سے کم عمر مین کسی عورت کا

دودھ پیوین تو بھائی اور بہن کے درمیان جیسا نکاح حرام ہی ویسا ہی اُن دونوںکے درمیان حرمتِ نکاح ثابت ہوگی۔ کیونکہ یہ دونون آپسمین دودھ بھائی اور دودھ بہن ہوئے اور دودھ بھائی اور دودھ بہن کے درمیان نکاح حرام ہی مسئلہ بعد ڈھائی برس کے لڑکا اور لڑکی کو دودھ پلانا درست نہین ہی مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کا دودھ چوس کر پیوے تو وہ عورت اگرچہ مرد پر حرام نہ ہوگی لیکن بلاضرورت دودھ پینا حرام ہے۔ ہکذا فی الدر المختار

طلاق کا بیان

جو الفاظ کہ طلاق کے واسطے موضوع ہین اُن الفاظ کو کہکر اپنی بی بی سے نکاح کی قید کو اُٹھا دینے کو طلاق کہتے ہین اکثر علما کی یہ راے ہی کہ عند الضرورۃ طلاق دینا مباح ہی بلکہ جو عورت کہ اپنے شوہر کی مطیع ہو اور پنجگانہ نماز نہین پڑھتی ہی اُس موقع پر طلاق دینا مستحب ہے اور طلاق تین قسم پر ہے تفصیل ہر ایک کی یہ ہے کہ پہلی طلاق رجعی۔ دوسری طلاق بائن تیسری طلاق مغلظہ طلاق رجعی کا حکم یہ ہے کہ ایک طلاق یا دو طلاق دیکر اُس طلاق کی عدت کے درمیان بغیر نکاح کے پھر بی بی سے رجوع کر سکتا ہے اور طلاق بائن یہ ہے کہ ایک طلاق یا دو طلاق دیکر بی بی سے الگ ہوجاتا ہی پھر جب چاہی اُس بی بی سے نکاح کر سکتا ہی۔ اگرچہ عدت اُسکی گذر جاوے لیکن بعد تین طلاق کے نکاح نہین کر سکتا ہی۔ اور طلاق مغلظہ یہ ہی کہ تین طلاق ایکبار کی دینا یا جدا جدا کرکے اور بعد تین طلاق دینے کے نہ اُس بی بی سے رجعت کر سکتا ہی اور نہ اُس سے نکاح کر سکتا ہی مگر تحلیل کے بعد پھر اُس سے نکاح کر سکتا ہے۔ اور تحلیل کے معنی آگے بیان کیے جاوینگے

طلاق رجعی کا خلاصہ

اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے کہ تو طلاق ہی۔ یا یون کہے کہ تجکو طلاق دیا تو اس صورت مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگا۔ اور طلاق رجعی کا حکم یہ ہے کہ بعد دینے طلاق رجعی کے اگر پھر اُس عورت کو گھر مین رکھنا چاہے تو اُس مطلقہ عورت کو اُس طلاق کی عدت

بغیر نکاح کے رکھ سکتا ہے لیکن بعد گذر جانے عدت کے پھر نہین رکھ سکتا ہے

طلاق بائن کا خلاصہ

اگر کوئی شخص طلاق دینے کی نیت سے اپنی بی بی کو کہے کہ مین نے تجکو طلاق بائن دیا تو مجھپر حرام ہی تو ایسے لفظ کے استعمال سے طلاق بائن واقع ہوگا - اور طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ طلاق بائن دینے کے بعد اگر اُس بی بی کو پھر رکھنا چاہتا ہی تو بغیر نکاح کے نہین رکھ سکتا ہی - مگر جب چاہی نکاح کر سکتا ہے - یعنی اُس طلاق بائن کی عدت مین نکاح کر سکتا ہی اور بعد گذرنے عدت کے بھی نکاح کر سکتا ہے

طلاق مغلظہ کا خلاصہ

اگر کوئی شخص اپنی جورو سے کہے کہ مین نے تجکو تین طلاق دیے تو اسمین طلاق مغلظہ یعنی تین طلاق واقع ہو نگے اور حکم اسکا یہ ہی کہ اگر کوئی اپنی زوجہ کو تین طلاق دینے کے بعد پھر اُسکو رکھنا چاہی تو صورت اُسکی یہ ہے کہ اُس طلاق مغلظہ کی عدت تین حیض گذر جانے کے بعد اُس بی بی کا نکاح دوسرے کسی غیر مرد سے کر دینا چاہیے - اب یہ زوج ثانی بعد وطی کے اُسکو طلاق دیوی اور اُس زوج ثانی کی طلاق کی عدت تین حیض جب گذر جاوین تب زوج اول یعنی پہلا شوہر اُس بی بی کو نکاح کر کے پھر رکھ سکتا ہی تحلیل کے معنی ہین
فائدہ طلاق تین طرح پر دیا جاتا ہی - پہلا طلاق احسن - دوسرا طلاق حسن تیسرا طلاق بدعی - پہلا طلاق احسن یہ ہے کہ جس طہر مین زوجہ سے وطی نہین کی ہے - اُس طہر مین زوجہ کو فقط ایک طلاق دیا جاوے - اور اُس طلاق کی عدت پوری ویسی ہی گذر جاوے اور بعد حیض کے جتنے روز عورت پاک رہتی ہی - اُس مدت کو طہر کہتے ہین - دوسرا طلاق حسن کا اسکو سنی بھی کہتے ہین - پس زوجہ اگر غیر مدخولہ ہو یعنے اُس بی بی سے ہمبستری نہین کی ہی) تو اُسکا طلاق سنی یعنے طلاق حسن یہ ہی کہ ایک طلاق دیوی خواہ بحالت طہر مین ہو یا حالت حیض مین اور اگر عورت موطوءہ ہو اور اُس عورت کو

حیض آتا ہو تو اُسکا طلاق حسن یہ ہی کہ تین طُہر مین تین طلاق دیے جاوین جس طُہر مین
اُس سے وطی نہ کی ہو یہ اُس عورت کے حق مین ہی کہ جسکو حیض آتا ہو۔ اور اگر اُس عورت
مدخولہ کو حیض نہ آتا ہو جیسا کہ آئسہ وصغیرہ تو اُسکا طلاق حسن یہ ہے کہ تین مہینے مین تین طلاق
دیے جاوین۔ تیسرا طلاق بدعی وہ ہی کہ ایک طُہر مین تین طلاق ایک ساتھ دیے جاوین
مثلاً یون کہے کہ مین نے تجکو تین طلاق دیے یا تین بار کہے کہ تجکو طلاق دیا۔ تجکو
طلاق دیا۔ تجکو طلاق دیا۔ اسطرح طلاق دینے والا گنہگار ہے مسئلہ طلاق کا
مالک شوہر ہے۔ بشرطیکہ شوہر عاقل بالغ ہو۔ کیونکہ نابالغ اور دیوانے کی طلاق
واقع نہین ہوتی ہی اور ایسا ہی اگر کوئی نیند کی حالت مین اپنی بی بی کو طلاق دے
تو وہ بھی نہین واقع ہوتی ہی مسئلہ اگر کوئی زور وظلم سے کسی کو کہے کہ تو اپنی بی بی کو
طلاق دے۔ تب اگر وہ بیچارہ بحالت مجبوری اپنی بی بی کو طلاق دیوے تو وہ طلاق واقع
ہوگی مسئلہ اگر کوئی کسی کو مار پیٹ کر کہے کہ تو اپنی بی بی کو طلاق لکھدے۔ پس اُسنے اگر
مجبور ہو کر طلاق نامہ لکھدیا کہ فلان کی لڑکی فلانی کو طلاق دیا۔ تو اس صورت مین طلاق
واقع نہین ہوگی۔ کیونکہ اُسکی زوجہ وہان پر حاضر ہے۔ اور بر تقدیر حاضر ہونے کے منھہ سے
کہنا چاہیے۔ اور اُسنے منھہ سے نہین کہا اور لکھدیا ہے اسواسطے طلاق واقع نہ ہوگی۔
مسئلہ اگر کوئی بغیر نیت کے اپنی بی بی موطوءہ کو کہے کہ مین نے تمکو طلاق سنت کے تین
طلاق دیے تو اس صورت مین تین طُہر مین تین طلاق واقع ہونگے۔ اور اگر نیت کرے
کہ فی الحال تینون طلاق واقع ہون تو وہ نیت کرنا صحیح ہے اور تینون طلاق فی الحال
واقع ہونگے مسئلہ اگر کوئی نشہ پی کر حالت مستی مین اپنی زوجہ کو طلاق دیوے تو وہ طلاق واقع
ہوگی مسئلہ گونگا اگر اپنی جورو کو کسی خاص اشارہ سے طلاق دے تو طلاق واقع ہوگی مسئلہ
ایسا ہی گانجا پی کر مست ہو کے اگر بی بی کو طلاق دے تو وہ طلاق واقع ہوگی مسئلہ
بھنگ یا گھوڑی کا دودھ پی کے مست ہو کر طلاق دے تو وہ طلاق نہین واقع ہوگی فائدہ

جو عورت کہ لونڈی نہ ہو اُسکو عربی مین حُرّہ کہتے ہین۔ اور حُرّہ کا شوہر خواہ آزاد ہو یا غلام
بہرحال حرہ کو تین طلاق تک دے سکتا ہے اور جو عورت کہ لونڈی ہے اُسکی دو طلاق حد ہے
اِسمین اُس لونڈی کا شوہر خواہ آزاد ہو یا غلام۔ ہکذا فی قاضی خان و درالمختار

طلاق صریح کا بیان

اگر کوئی اپنی زوجہ کو کہے کہ تو مطلقہ ہے یا کہ کہے اَنْتِ طَالِقٌ یا کہ کہے کہ مینے تجکو طلاق دیا تو
ان صورتون مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اسمین مرد نے طلاق بائن کی نیت کی
ہو یا کچھ نیت نہ کری بہرحال ایک طلاق رجعی واقع ہوگی مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے کہ
اَنْتِ طَالِقٌ یا کہے تیرے سر کو طلاق ہے یا تیری گردن کو طلاق ہے یا تیری روح کو یا تیرے
بدن کو یا تیرے مُنھ کو یا تیرے اندام نہانی کو یا تیرے نصف بدن کو یا ثلث کو تو اس صورت
مین ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہے کہ تیرے ہاتھ یا پاؤن یا پیٹ یا پیٹھ کو طلاق ہے
تو اس صورت مین طلاق واقع نہ ہوگی مسئلہ اگر کوئی اپنی زوجہ کو کہے کہ تجکو طلاق بائن دیا
یا یون کہے کہ تجکو بدتر طلاق دیا یا خبیث تر طلاق دیا۔ یا شیطان کا طلاق دیا۔ یا طلاق بدعت
دیا۔ یا مثل پہاڑ کی طلاق دیا۔ یا کہے کہ لانبا چوڑا طلاق دیا۔ پس ان سب صورتون مین اگر
زوج نیت تین طلاق کی کرے تو تین طلاق واقع ہونگی ورنہ ایک طلاق بائن مسئلہ اگر غیر
موطوءہ کو ایک لفظ سے تین طلاق دے مثلاً یون کہے کہ تجکو تین طلاق دیے تو تینون واقع ہونگی
اور اگر جدا جدا کر کے تین طلاق دے۔ مثلاً یون کہے کہ تجکو ایک طلاق دیا دو طلاق دیا تین
طلاق دیا۔ تو اس صورت مین پہلی طلاق واقع ہوگی اور دوسری تیسری طلاق نہین
واقع ہوگی۔ ہکذا فی شرح وقایہ مسئلہ اگر موطوءہ کو کہے کہ تجکو ایک طلاق تجکو ایک
طلاق تجکو ایک طلاق۔ تو اس صورت مین تینون طلاق واقع ہونگے

طلاق کنایہ کا بیان

کنایہ کی لغوی معنی اشارے کے ہین۔ اور طلاق کنایہ سے یہ معنی مراد ہین کہ شرع مین چند الفاظ

ایسے مقرر ہین کہ جنمین معنی طلاق کے صراحۃً مفہوم نہین ہوتے بلکہ ضمناً وکنایۃً معنے طلاق کے
مفہوم ہوتے ہین۔ اور طلاق بالکنایۃ کی تین حالتین ہین تفصیل ہر ایک کی یہ ہے کہ
پہلی حالت جب کہ زوجین یعنے میان بی بی کو درمیان کسی طرح کا نزاع وفساد وجھگڑا
نہ ہو بلکہ حالت رضا اور خوشی مین ہون۔ اس حالت مین اگر اپنی بی بی کو لفظ طلاق بالکنایہ
کہے تو طلاق نہین واقع ہوگی۔ اور اگر بہ نیت طلاق کے کہے تو طلاق واقع ہوگی۔
دوسری حالت یہ کہ مذاکرہ طلاق مین ہو یعنے جس جگہ طلاق کی بات چیت ہو رہی
ہے خواہ بی بی کے ساتھ بات چیت ہو رہی ہے یا دوسرے کسی کے ساتھ اس موقع پر
اگر طلاق بالکنایۃ سے طلاق دی تو بغیر نیت کے طلاق واقع ہوگی۔ تیسری حالت یہ
کہ اگر اپنی زوجہ پر غصہ ہو کر الفاظ کنایہ استعمال کرے تو اس حالت مین اگر طلاق کی
نیت نہ کرے تو بھی طلاق واقع ہوگی۔ الفاظ طلاق کنایہ کے دو طرح پر ہین پہلے یہ ہے
کہ مرد اپنی بی بی کو کہے کہ تو عدت مین بیٹھ۔ یا کہے کہ تو اپنا رحم پاک کر۔ یا کہے کہ تو اکیلی
ہوجا۔ ان تین الفاظ کے استعمال سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اس صورت مین
بغیر نکاح کے پھر وطی کرنے سے رجعت ثابت ہوگی۔ دوسرے طلاق کنایہ کے یہ الفاظ ہین کہ تو
بائن ہے یا تو حرام ہے۔ یا کہ تو مروت سے بریدہ ہے۔ یا کہ کہے کہ تو نکاح سے خالی ہے۔ یا کہ
تو ہمسے پاک ہے۔ یا کہ کہے کہ تیری رسی تیری گردن پر ہے۔ یا کہ یون کہے کہ تو اپنے باپ
بھائی سے جا کر مل۔ یا کہ کہے کہ مین نے تجھے چھوڑ دیا۔ یا کہ مین نے تجکو جدا کیا۔ یا کہ مین نے
تجکو آزاد کیا۔ یا کہ کہے تو نکل جا۔ یا کہ تیری جہان خوشی ہو وہان چلی جا۔ یا کہ تو دور ہو جا
یا کہ تجھے رخصت کیا۔ یا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہے۔ یا کہ تو اپنی چادر پہن لے۔ یا کہ تو چھپ کر
رہ۔ یا کہ تو کھڑی ہو جا۔ یا کہ تجھے تیرے باپ بھائی کو بخش دیا۔ یا کہ تو دوسرا شوہر
تلاش کر۔ پس ان الفاظ کو اگر ایک طلاق کی نیت سے کہا ہو تو ایک طلاق بائن واقع
ہوگی اور اگر دو طلاق کی نیت سے کہا ہو تو بھی ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ اور اگر

تین طلاق کی نیت سے کہا ہے تو تین طلاق واقع ہونگی۔ ہکذا فی الہدایہ۔ اور بعض کتابوں مین
لکھا ہے کہ الفاظ طلاق کنایہ کے تین طرح پر ہین۔ پہلا یہ ہے کہ عورت طلاق مانگنے آئی ہے۔
مثلاً عورت نے آکر اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دے۔ شوہر نے کہا کہ تو نکل یا کہا کہ تو جا۔
یا کہ یون کہا کہ تو کھڑی ہو۔ پس ان الفاظ کے ضمن مین طلاق کے معنی اشارۃً مفہوم ہوتے
ہین۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اُسکے شوہر کو طلاق دینا منظور نہین ہے اسلیے اُسنے کہا کہ جا
دور ہو۔ دوسرے یہ ہے کہ جس سے گالی دینا یا بُرا کہنا سمجھا جاوے۔ مثلاً تو نکاح سے پاک ہے
تو مروّت سے بریدہ ہے۔ تو بھلائی سے جدا ہے۔ تیسرے وہ الفاظ ہین کہ جن مین بات کا ردیا
گالی دینا مفہوم نہ ہو۔ مثلاً یون کہے کہ تو عدّت مین بیٹھ۔ یا اپنے رحم کو پاک کر۔ یا تو اکیلی ہو
یا تو آزاد ہو۔ یا تو خصم تلاش کر یا تیری رسّی تیری گردن پر ہے۔ یا تجھکو رخصت کیا۔ یا تجھے
چھوڑ دیا۔ پس ان الفاظ کو اگر خوشی و رضا کے وقت کہے یعنے جسوقت میان بی بی کے درمیان
کسی طرح کی نزاع و فساد و جھگڑا و قضیہ و غصہ و نا اتفاقی نہو۔ تو ان تین قسم کے الفاظ سے
کسی مین طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور اگر حالت غصے مین یہ الفاظ کہے ہون تو پہلے اور دوسرے
قسم کے الفاظ مین طلاق واقع ہوگی۔ اور بغیر نیت طلاق کو اگر کہے تو طلاق نہین واقع
ہوگی۔ مگر تیسرے قسم کے الفاظ کو حالت غضب مین بغیر نیت طلاق کے کہنے سے طلاق واقع
ہوگی۔ اور مذاکرہ طلاق مین یعنی جہان پر طلاق کی بات چیت ہو رہی ہے اُسوقت اگر
بنیت طلاق کے پہلی قسم کے الفاظ کو کہے تو طلاق واقع ہوگی اور طلاق کی نیت نکرنے سے طلاق نہین
واقع ہوگی مگر مذاکرہ طلاق مین دوسرے اور تیسرے قسم کے الفاظ مین بغیر نیت کے طلاق واقع ہوگی۔

تفویض الطلاق یعنی عورت کو طلاق کا اختیار سپرد کرنے کا بیان

اگر کوئی مرد اپنی بی بی کو کہے کہ طلاق دینے کا اختیار تجھکو سپرد کیا تو اپنے کو آپ طلاق دے
تو اس صورت مین بی بی اپنے کو اُسی مجلس مین طلاق دے سکتی ہے۔ مثلاً یون کہے کہ مین اپنے
کو طلاق یا تو اسمین ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور تبدیل مجلس کے بعد بی بی کو طلاق کا

اختیار باقی نہ رہیگا۔ فائدہ تبدیل مجلس سے یہ معنے مراد ہین کہ وہ عورت جو کام کرتی تھی یا جس حالت مین تھی اُس سے دوسری حالت مین مشغول ہوجانے سے تبدیل مجلس ہوتی ہے مثلاً وہ بی بی ایک کام کررہی تھی اُس کام کو چھوڑکر دوسرا کام کرنے لگی یا وہ بیٹھی تھی کھڑی ہوگیٔی۔ یا وہ کھڑی تھی بیٹھ گیٔی۔ یا گواہی کے واسطے کسی کو بلانے گیٔی۔ یا کہ صلاح کے واسطے اپنے باپ کے پاس گیٔی۔ تو ان سب صورتون مین تبدیل مجلس ہوگی۔ پس جب اُسکا شوہر اُسکو طلاق دینے کا اختیار دیوے تو وہ اختیار طلاق دینے کا اُسی مجلس تک باقی رہیگا۔ اور بعد تبدیل مجلس کے وہ اختیار باطل ہوجائے گا مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے کہ تیری طبیعت جب چاہے تب تو اپنے کو طلاق دے۔ تو اس صورت مین بعد تبدیل مجلس کے بھی وہ اختیار باقی رہیگا مسئلہ اگر کوئی اپنی زوجہ کو کہے کہ تو اپنے کو ایک طلاق بائن دے اور اُس عورت نے اپنے کو ایک طلاق رجعی دی یا کہ مرد نے کہا کہ تو اپنے کو تین طلاق دے اور اُسنے ایک طلاق دی تو ان صورتون مین ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ اور اگر کہے کہ تو اپنے کو ایک طلاق رجعی دے پس عورت نے ایک طلاق بائن دی تو اس صورت مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگی

ہکذا فی الہدایۃ وجامع الرموز

مریض آدمی کے طلاق دینے کا بیان

اگر کوئی ایسا بیمار ہووے کہ جس سے امید زیست منقطع ہو یا جو شخص میدان جنگ مین سپاہی ہو جنگ کررہا ہے۔ یا خون کرنے کے جرم مین گرفتار ہوگیا ہے اور حاکم نے بقصاص خون کے اُسکو قتل کا حکم دیا ہے۔ یا دریا مین کشتی ڈوب گیٔی ہے اور وہ شخص فقط ایک تختہ پکڑے ہوئے اُسکے سہارے پر ہنوز زندہ ہے۔ غرض کہ ایسی حالتون مین ہووے کہ امید زیست کی نہ ہو اور ایسے وقت مین اگر اپنی بی بی کو طلاق رجعی دے یا بائن یا ایک طلاق دے یا دو یا تین۔ بہرحال بعد طلاق دینے کے اُسی حالت مین وہ عدت کے درمیان

مرجاوے تو اُسکی بی بی مطلقہ اپنے شوہر کی وارث ہوگی۔ اور موافق فرائض کے اپنے شوہر متوفی کی اشیاء سے متروکہ سے ترکہ پاوے گی۔ اور اگر اُس عورت کی عدت کے بعد اُسکا شوہر مرے تو وہ عورت وارث نہوگی۔ اور اگر مرد مرض موت مین مبتلا ہوا اور اُسکی بی بی بخوشی و رضا اپنے شوہر مریض سے تین طلاق مانگ لیوے بعدازان اُسکا شوہر مرجاوے تو اس صورت مین وہ عورت وارث نہوگی اور نہ اپنے شوہر کے مال کا حصہ پانے والی ہوگی

مسئلہ اگر کوئی شخص بیماری کی حالت مین اپنی بی بی کو تین طلاق دیوے بعدازان اُس بیماری سے آرام پاکر مرجاوے تو اس حالت مین اُسکی بی بی اپنے شوہر کی وارث نہین ہوگی

مسئلہ اگر کوئی عورت مرض مہلک مین مبتلا ہوکر ذی فرش ہوئی ہے۔ اس حالت مین اُسکا شوہر اُسکو طلاق رجعی دیوے۔ اور اُس طلاق کی عدت مین وہ عورت مرجاوے تو اُسکا شوہر اُسکے ترکے کا وارث ہوگا۔ کیونکہ عورت حکماً نکاح مین تھی۔

ہکذا فی الہدایۃ و قاضی خان

تطلیق بالمعلق یعنی طلاق کے ساتھ دوسرے کسی کام کی شرط کرنا

طلاق کی تعلیق اسطرح پر ہوتی ہے کہ مثلاً کسی نے اپنی بی بی کو کہا کہ تو اگر فلان کام کریگی تو تجھپر طلاق واقع ہوگی۔ پس بی بی اگر اُس کام کو کرے تو ضرور طلاق واقع ہوگی مسئلہ اگر کوئی اپنی زوجہ کو کہے کہ اگر تو گھر مین داخل ہوگی تو تجھ پر طلاق ہوگی۔ پس اگر عورت گھر مین داخل ہوئی تو اُسپر طلاق واقع ہوگی مسئلہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو کہے کہ مجکو طلاق دے۔ مجھکو طلاق دے۔ پس اس صورت مین اگر اُسکا شوہر کہے کہ مین نے تجھکو طلاق دی تو تین طلاق واقع ہونگی مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو کہے کہ تجھکو طلاق دیا انشاءاللہ تعالیٰ تو اس صورت مین طلاق نہین واقع ہوگی مسئلہ اگر کسی شخص نے اپنی بی بی سے کہا کہ تو اگر زید کے گھر مین جاویگی تو تجھپر تین طلاق واقع ہونگی۔ اس صورت مین اگر وہ عورت زید کے گھر تک جاکے

لوٹ آوے تو طلاق نہین واقع ہوگی

طلاق نامہ

مین کہ محمد عادل ولد منصف مزاج ساکن مصلحت پور محلہ پرہیزگار ضلع عدالت آباد کا ہون جو کہ مسماۃ فسادی بی بی بنت مفسد خان ساکن موضع شرارت پور محلہ فتنہ انگیز ضلع جنگی نگر سے نکاح کر کے اسوقت تک باہم برضامندی و خوشنودی کے گذران کیا۔ اب تمہارے ساتھ نااتفاقی کی وجہ سے مین نے بحسب شریعت محمدی و موافق سنت نبوی کے تمکو تین طلاق دیدیے فقط مورخہ ۹ رجب المرجب ۱۳۱۱ ہجری۔ نام دو گواہ

رجعت کا بیان

رجعت سے یہ معنی مراد ہین کہ شوہر اپنی بی بی کو ایک طلاق دیکر یا دو طلاق دیکر اُس طلاق کی عدت مین پھر اپنی بی بی سے رجعت کر سکتا ہی یعنی اُسکو اپنے گھر مین رکھکر اپنے صرف مین لا سکتا ہی خواہ وہ طلاق صریح ہو یا کنایہ ہو بہر کیف رجعت کے واسطے چند شرطین ضروریہ ہین اوّل شرط یہ ہی کہ شوہر نے مال لیکر طلاق نہ دی ہو۔ دوسری شرط یہ ہی کہ اگر عورت حُرّہ (آزاد ۱۲) ہو تو اُسکو تین طلاق نہ دی ہون اور اگر لونڈی ہو تو اُسکو دو طلاق نہ دی ہون کیونکہ حُرّہ (آزاد ۱۲) کو تین طلاق دینے کے بعد رجعت نہین ہو سکتی ہی اور لونڈی کو دو طلاق دینے کے بعد رجعت نہین ہو سکتی ہے۔ تیسری شرط یہ ہی کہ عورت وطی سے منکر نہ ہو کیونکہ اگر وطی سے منکر ہو تو اُسکی رجعت درست نہین ہی **مسئلہ** اگر کوئی اپنی بی بی کو ایک طلاق رجعی دے کر اُسی طلاق کی عدت مین رجعت کرے یعنے پھر اُس بی بی کو لے لے تو وہ رجعت صحیح ہوگی۔ اور ایسا ہی اگر اُس طلاق کی عدت مین رجعت کا لفظ منھ سے نہین کہا (یعنے تمکو رجعت کیا یہ لفظ نہین کہا) اور اُس زوجۂ مطلقہ سے وطی کی۔ یا بوسہ لیا۔ یا شہوت کے ساتھ بی بی کو چھو دیا۔ تو ان صورتون مین رجعت صحیح ہوگی اگرچہ منھ سے رجعت نہ کی ہو **مسئلہ** بی بی کو طلاق رجعی دینے سے اُس سے وطی کرنا حرام نہین ہے

تحلیل کا بیان

تحلیل کے یہ معنی ہین کہ عورت کو اُسکے اگلے شوہر کے واسطے حلال کرنا مسئلہ جس عورت کو تین طلاق دیے گئے ہین۔ اور اُسکی عدت گذرنے کے بعد جب تک دوسرا کوئی مرد اُس عورت سے نکاح کرکے وطی کے بعد طلاق نہ دے اور اُس زوج ثانی کی طلاق کی عدت منقضی نہ ہووے یا کہ زوج ثانی مرجاوے اور اس سے موت کی عدت نہ گذرے تب تک یہ عورت زوج اول کے واسطے حلال نہین ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ تین طلاق دینے کے بعد بغیر زوج ثانی کے پھر زوج اول سے نکاح ممکن نہین ہے۔ یہی معنی ہین تحلیل کے

ایلاء کا بیان

چار مہینے یا چار مہینے سے زیادہ مدت تک اپنی بی بی سے قربت نہ کرنے کی قسم کھانیکو ایلاء کہتے ہین مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے کہ واللہ چار مہینے تک تمسے قربت نہ کرونگا تو اس صورت مین ایلاء ہوگا۔ اور ایلاء کا حکم یہ ہی کہ اگر چار مہینے کے اندر پھر اُس بی بی سے وطی کرے تو قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔ اور اگر چار مہینے تک وطی نہ کی اور اپنی قسم پر قائم و برقرار رہا تو اس صورت مین چار مہینے کے بعد اُسکی بی بی پر ایک طلاق بائن واقع ہوگی اب شوہر پھر وہ بی بی پھر نکاح کر لینے سے حلال ہوگی مسئلہ چار مہینے سے کم مدت تک وطی نہ کرنے کی قسم کھانے سے ایلاء نہین ہوتا مسئلہ ایلاء مین قسم کھا کر توڑنے سے (یعنی اس مدت کے اندر پھر وطی کرنے سے) کفارہ دینا پڑتا ہے۔ اور کفارہ یہ ہے ایک غلام آزاد کرنا۔ یا کہ دش مسکین کو دو وقت آسودہ کرکے کھانا کھلانا۔ یا دش مسکین کو کپڑا دینا۔ اِسمین سے اگر کسی کو طاقت نہ ہو تو تین روز روزہ رکھنا اور وہ تین دن ایام منہی عنہ سے یعنی جن مین روزہ رکھنا حرام ہے۔ نہ ہون[1] مسئلہ جس شخص نے اپنی بی بی سے وطی نہ کرنے کی قسم کھائی ہے۔ یعنے جسنے ایلاء کیا ہے۔ وہ شخص اگر بسبب مسافرت کے یا بسبب مرض کے یا بسبب نافرمانی زوجہ کے یا بسبب کم سن ہونے

[1] [illegible]

زوجہ سے وطی کرکے زوجہ کو رجعت نہ کرسکے تو وہ منہہ سے کہکر رجعت کرکے قسم توڑیگا اور اگر منہہ سے رجعت کرنے کے بعد وطی پر قادر ہو تو اس صورت مین وہ منہہ کی رجعت باطل ہوگی۔ پھر وطی سے رجعت کرنا ہوگی مسئلہ اگر کوئی اپنی زوجہ کو کہے کہ تو مجھپر حرام ہے تو اس صورت مین اُس سے پوچھنا چاہیے کہ اسکی نیت کیا ہے۔ اگر وہ کہے کہ بنیت طلاق کہا ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ اور اگر کہے کہ بنیت تین طلاق کہا ہے یا بنیت ظہار کہا ہے یا جھوٹ کہا ہے تو ان سب صورتون مین وہی ہوگا جسکی نیت کی ہوگی اور اگر اپنے اوپر حرام کرنے کی نیت سے کہا ہو تو ایلار ہوگا اور ایلار کا حکم وہی ہے جو اوپر گذرا۔

خلع کا بیان

بی بی شوہر کو کچھ مال دیکر اس سے طلاق لیوے اسکو خلع کہتے ہین پس جب زوجین کے درمیان ایسا کوئی فتنہ یا جھگڑا ہو کہ جسکے سبب بجز طلاق لینے کے اور کوئی چارہ نہو تو اس صورت مین عورت کو خلع کرنا درست ہے اور بلاضرورت کے خلع کرنا مکروہ ہے مسئلہ اگر عورت اپنی شرارت کی وجہ سے خلع کرتی ہے تو جسقدر مال مہر ٹھہرایا گیا تھا خلع کے وقت اُس سے زیادہ مال لینا مکروہ ہے اور اگر شوہر کے قصور کے سبب سے عورت خلع کرتی ہے تو اس صورتمین عورت سے مطلقًا مال لینا مکروہ ہے مسئلہ خلع کرنا اسقدر مال سے ہوسکتا ہے جو صلاحیت مہر کی رکھتا ہے۔ اور حکم خلع کا یہ ہے کہ خلع کرنے سے ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے مسئلہ اگر عورت اپنے شوہر سے کہے کہ مجھے ہزار روپیہ کے عوض مین تین طلاق دے پس اگر شوہر ایک طلاق دے تو عورت کو ایک ہزار روپیہ کا ثلث مرد کو دینا ہوگا مسئلہ اگر باپ اپنی لڑکی کا خلع لڑکی کے مال سے کرے تو اس صورت مین لڑکی پر کچھ مال واجب نہ ہوگا۔ اور مہر لڑکی کا زوج کے ذمے باقی رہے گا۔ اور عورت مطلقہ ہوگی اور اگر باپ نے مال کا ضامن ہوکر خلع کیا ہے تو اس صورت مین باپ پر اداے مال واجب ہوگا

ظہار کا بیان

ظہار سے یہ معنی مراد ہین کہ اپنی بی بی کو یا بی بی کے پورے جسم کو یا بی بی کے کسی جزو شایع کو (جس سے پورا جسم مراد ہو سکتا ہے) اپنے محرم کے ایسے جزو سے تشبیہ دیتا کہ جسکی طرف نظر کرنا حرام ہووے - اور محرم اسکو کہتے ہین کہ جس سے شرعًا نکاح حرام ہووے مثلًا مان - خالہ - بہن وغیرہ ہین مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے کہ تو میرے حق مین میری مان ہے یا تو میری بہن ہے یا یون کہے کہ تیری پیٹھ یا پیٹ میری پھوپھی کی پیٹھ یا پیٹ کے مثل ہے - یا یون کہے کہ تیرا سر یا ران یا سینہ میری مان یا پھوپھی کے سر یا ران یا سینے کے مثل ہے - یا گر یون کہے کہ تیرا نصف یا ثلث بدن میری مان یا بہن یا پھوپھی کے بدن کے مثل ہے تو ان صورتون مین ظہار ثابت ہوگا اور وہ عورت مرد پر حرام ہوگی اور مرد جب تک اُس ظہار کا کفارہ نہ دیوے تب تک اس عورت سے قربت کرنا اور اسکا بوسہ لینا اور چھونا مرد پر حرام ہے مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی سے ظہار کرکے قبل ادا ے کفارہ کے بی بی سے قربت کرے یا بوسہ لے تو اس صورت مین توبہ و استغفار کرے اور فقط ایک ظہار کا کفارہ دے اور قبل ادا ے کفارہ اس ظہار کے پھر ثانیًا وطی نکرے مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی سے کہے کہ تو میری مان کے مثل ہے تو بیا اگر نیت بزرگی کہا ہے تو وہی ہوگا اور اگر بہ نیت ظہار کہا ہے تو ظہار ہوگا - اور اگر بہ نیت طلاق کہا ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر کچھ نیت نہین کی تھی تو کچھ نہوگا مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو مان یا خالہ کہے یا کہ آ و مان آ و خالہ کہے تو وہ بی بی شوہر پر حرام نہوگی اور ظہار بھی نہ ہوگا مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی سے کہے کہ تو اگر فلان کام کرے گی تو تو میری مان ہے یا خالہ ہے - اسمین اگر زوجہ وہ کام کرے تو کچھ نہین ہوگا اگرچہ بہ نیت طلاق دینے یا بہ نیت حرام کرنے کے کہا تھا - ہکذا فی جامع الرموز مسئلہ جس کی تین چار بیبیان ہون وہ اگر سب کی طرف مخاطب ہو کر کہے کہ تم

سب میرے حق مین میری مان کے پیٹ کے مثل ہو تو اس صورت مین ظہار
ہو گا - اور ہر ایک کے واسطے علیحدہ کفارہ واجب ہو گا - ہکذا فی الہدایۃ و شرح الوقایۃ

ظہار کے کفارے کا بیان

ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام یا ایک لونڈی آزاد کرے اور یہ استطاعت جسکو
نہ ہو وہ متواتر دو مہینے روزے رکھے اور اگر روزے نہین رکھ سکتا ہے تو ساٹھ مسکین
کو دو وقت آسودہ کرکے کھانا کھلاوے اسمین ظہار کا کفارہ ادا ہو گا - فائدہ ظہار کے
کفارہ کا روزہ رکھتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ ماہ صیام اور ایام منہی عنہ ہون
کیونکہ ایام منہی عنہ مین روزہ رکھنا حرام ہے مسئلہ ظہار کے کفارے کے روزے دو مہینے
متواتر رکھنا چاہیین اگر کوئی بسبب عذر کے یا بلا عذر کے روزہ توڑ دے یا اس دو مہینے
کے درمیان خواہ رات کو یا دن کو سہواً یا قصداً اسی عورت سے وطی کرے تو پھر شروع
سے روزہ رکھنا ہو گا - مسئلہ اگر ظہار کے کفارے مین ساٹھ مسکین کو کھانا کھلانے
کے درمیان پھر وطی کرے تو پھر ثانیاً یعنی دوبارہ کھلانا ضروری نہین ہے -

فصل عدت کے بیان مین

عدت کے معنی شمار کرنا - اور شرع مین وہ مدت معدود مراد ہے کہ بعد انقطاع نکاح کے
ان ایام معدود تک عورت منتظر رہتی ہے مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو طلاق بائن
دیوے یا طلاق رجعی دیوے یا طلاق مغلظہ دیوے - یا کسی خاص وجہ کے سبب سے
نکاح فسخ کرے تو ان سب صورتون مین وہ عورت پورے تین حیض عدت مین بیٹھیگی
اور وہ عورت اگر حیض والی نہو یعنی آئسہ ہو یا صغیرہ ہو تو تین مہینے اسکی عدت ہے
اور وہ عورت یعنی جسکو طلاق دی گئی ہے اگر حاملہ ہو تو اسکی عدت تا وضع حمل ہے
اور اگر عورت کا شوہر مر جاوے تو اس کی عدت چار مہینے دس روز ہے اور جس صورت
مین حاملہ عورت کا شوہر مر جاوے اسکی بھی عدت تا وضع حمل ہے مسئلہ

اگر عورت کو حالت حیض مین طلاق دی جاوے تو وہ عورت اس حیض کو جسمین وہ طلاق دی گئی ہے چھوڑ کر اور تین حیض پورے عدت مین بیٹھے گی مسئلہ اگر قبل خلوت صحیحہ کے یعنے قبل وطی کے طلاق دی جاوے تو اوسکے واسطے کچھ عدت نہین ہے۔

سوگ کرنے کا بیان۔

جس عورت کو طلاق بائن دی جاوے یا جسکا شوہر مر جاوے اور وہ عورت عاقلہ بالغہ ہو تو اوسپر سوگ کرنا واجب ہے۔ اور عورت عدت بھر ماتمی لباس پہنے اور ترک زینت کرے اور اگر وہ عورت عاقلہ و بالغہ نہو یا قبل وطی کے طلاق دی گئی ہو یا اسکو طلاق رجعی دی گئی ہو تو اسکے واسطے سوگ کرنا واجب نہین ہے بلکہ طلاق رجعی دی ہوئی عورت کو زینت کرنا مستحب ہے تاکہ اسکا شوہر رجعت پر راغب ہو فائدہ جن عورتون پر شوہر کے مرنیکے سبب سے یا طلاق کے سبب سے سوگ کرنا واجب ہے وہ عورتین اپنی عدت بھر لباس ماتمی پہنین گی اور تمام زینت و سنگار ایکبارگی ترک کرین گی اور سرخ رنگ اور زعفرانی رنگ کا کپڑا نہین پہنین گی اور کسی قسم کی خوشبو اور سرمہ اور تیل نہین لگاوین گی۔ الا بوقت ضرورت کے تیل و سرمہ وغیرہ لگا سکتی ہین مسئلہ جو عورت کہ طلاق کی عدت یا موت کی عدت مین بیٹھی ہے اسکو اس عدت مین نکاح کرنے کا پیغام سنانا یعنے اسطرح سے کہنا کہ تم سے مین عدت کے بعد نکاح کرونگا یہ درست نہین ہے ہان کنایۃً و اشارۃً یون کہہ سکتا ہے کہ تم سب سے اچھی خوبصورت ہو تمھاری سی خوبصورت سے نکاح کرونگا مسئلہ جو عورت کہ طلاق بائن یا طلاق رجعی کی عدت مین بیٹھی ہے اسکو گھر سے باہر نکلنا درست نہین ہے مگر موت کی عدت والی یعنی جس عورت کا شوہر مر گیا ہو اور وہ عورت اپنے شوہر میت کی عدت مین بیٹھی ہو تو اس عورت کو اپنے کھانے پینے کے واسطے دن کو نکلنا منع نہین لیکن رات کے وقت شوہر کے گھر مین رہنا چاہیے مسئلہ جس گھر مین عورت کا شوہر مر گیا ہو یا جس گھر مین عورت کو طلاق

دی گئی ہو عورت کو مناسب ہے کہ اسی گھر مین عدت کو تمام کری اور اگر اس گھر مین عدت
تمام کرنے سے کوئی نقصان متصور ہو۔ یا گھر کے گرنے کا خوف ہو یا کہ کوئی اُس عورت
کو زبردستی اس گھر سے نکال دے تو اس صورت مین وہ عورت دوسری جگہ جا کے اپنی
عدت تمام کر سکتی ہے مسئلہ جو عورت کہ طلاق بائن کی عدت مین بیٹھنے والی ہو تو لازم
ہے کہ اس عورت مین اور طلاق دینے والے کے درمیان پردہ ہو۔ تو اگر وہ مکان تنگ ہو
یا اسکے شوہر سے بدکاری کا احتمال ہو تو اس صورت مین مناسب ہے کہ وہ عورت دوسری جگہ جا کے
اپنی عدت تمام کرے ہکذا فی الہدایۃ و شرح الوقایۃ مسئلہ اگر کسی عورت کو اسکا شوہر ہمراہ لیکر
سفر مین جا کے راستے مین اُس عورت کو تین طلاق دیوے یا اس عورت کا شوہر اثنائے راہ
مین مر جاوے اور وہ جگہ (یعنی اثنای راہ مین جہان اُسکا شوہر مر گیا یا وہ طلاق دی گئی ہے)
اسکے مکان اصلی سے تین رات دن مسافت سے کم ہو تو اس صورت مین وہ عورت اپنے مکان
مین لوٹ کر عدت تمام کریگی۔ اور اگر وہ جگہ اسکے مکان سے تین رات دن کی مسافت پر ہو تو
اس صورت مین اس عورت کو اختیار ہے کہ وہ اپنی عدت اسی جگہ تمام کری یا اپنے مکان مین
آکے عدت مین بیٹھے۔ ہکذا فی الہدایۃ مسئلہ اگر کسی عورت کو اسکا شوہر دوسرے شہر مین لیجا کر طلاق دیوے
یا دوسرے شہر مین لیجا کر شوہر مر جاوے تو اس صورت مین اگر اسکے مکان سے وہ شہر تین رات
دن کی مسافت سے کم ہو تو اس عورت کو اس شہر سے باہر ہونا درست نہین ہے اگرچہ
اس عورت کے ہمراہ اسکا ولی ہو تاہم اُسی شہر مین رہ کر اسکو عدت تمام کرنا چاہیے
اور جب اسکی عدت گذر جاوے تب وہ اپنے ولی کے ہمراہ وہان سے اپنے مکان
مین لوٹ آوے۔ ہکذا فی الہدایۃ والکنز

خورد و پوش کا بیان

اگر کوئی عورت اپنے نفس کو شوہر کے مکان مین شوہر کے سپرد کر دے تو استحقاقاً اُس عورت
کا خورد و پوش اور سکونت کا مکان دینا شوہر پر واجب ہے اور اگر وہ عورت کافرہ یا باایمان ہو

تب بھی اسکا خور و پوش اور سکونت کا مکان دینا شوہر پر واجب ہے اور زوجہ کا خور و پوش زوجہ
اور زوج کی حال کے موافق ہوگا یعنی اگر زوجین غریب ہون تو غریبانہ خور و پوش اور اگر دونون امیر
ہون تو امیرانہ خور و پوش اور اگر دونون نہین ایک امیر ہو اور دوسرا غریب تو اس صورتین متوسط
قسم کا خور و پوش دینا ہوگا مسئلہ کتابونمین یہ بات مستحب لکہی ہے کہ شوہر بحسب استطاعت جیسا
کہانا کہاوے اور جسطرح کا لباس پہنے اسی طرح کا خور و پوش زوجہ کو دینا چاہیے کیونکہ حکم شرع
کا یہ ہے کہ اپنی بی بی کی ساتھ حسن معاشرت کرے یعنی نیکی کے ساتھ برتاؤ کرے لیکن اپنا خور و پوش جیسا
ہو ویسا ہی اگر اپنی زوجہ کو نہ دے تو خلاف مروت ہے کذا فی جامع الرموز مسئلہ اگر بی بی اپنے
باپ کے مکان مین رہے اور اسکا شوہر اسکو طلب نہ کرے یا کہ عورت شوہر کے مکان مین ہے لیکن
وہ بیمار ہے یا کہ عورت نے اپنے شوہر سے مہر معجل نہین پایا ہے اس سبب شوہر کے گھر نہین جاتی ہے
یا کہ بی بی اپنے مہر معجل ادا کرنیکے واسطے شوہر کو وطی سے باز رکہتی ہے تو ان سب صورتون مین اس
عورت کو خور و پوش دینا مرد پر واجب ہے مسئلہ اگر کسیکی بی بی ایسی شریر ہو کہ اپنے شوہر کے ساتھ
بدمزاجی کرے یا نافرمانی کرے یا بلا اجازت شوہر کے گھر سے نکل جاوے یا کہ وہ عورت ہمیشہ باپ کے مکان مین
رہتی ہے اور شوہر کے بلانیسے نہین جاتی ہے تو ان سب صورتونمین اس عورت کا خور و پوش
مرد پر واجب نہین ہوگا مسئلہ اگر کوئی عورت قرض کے سبب قیدمین گرفتار ہوئی ہو یا کہ
باپ کے مکان مین بیمار ہے یا اسکو کوئی مرد زور و زبردستی کرکے اپنے ہمراہ لیگیا اور وہ عورت
بھی اُسکے ہمراہ چلی گئی یا کہ بی بی اپنے شوہر کو چھوڑ کر دوسرے کسی کے ہمراہ حج کرنے کو چلی گئی یا کہ
بی بی ایسی کم سن ہے کہ صغر سن کے سبب سے اسکا شوہر اُس سے وطی نہین کرتا ہے تو ان
سب عورتون کا خور و پوش اُنکے شوہرون پر واجب نہین ہے مسئلہ جو عورت کہ دن کو اپنا
کوئی پیشہ یا حرفہ کرتی ہے اور رات کو اپنے شوہر کے پاس سوتی ہے اسکا خور و پوش اُسکے شوہر
پر واجب نہین ہے مسئلہ اگر شوہر مالدار ہو تو اپنی زوجہ کی خدمت کیواسطے ایک خادمہ رکھدینا
شوہر پر واجب ہے اور اگر شوہر اُسکا غریب ہو تو واجب نہین ہے مسئلہ اگر کوئی شخص افلاس و تنگی

معیشت کے سبب سے اپنی بی بی کو خورد و پوش دینے سے عاجز ہو گیا تو اس صورت مین ہمارے حنفی مذہب کے
موافق قاضی یا حاکم وقت اسکا نکاح نہین توڑ سکتا ہی بلکہ قاضی بی بی کو یہ حکم کریگا کہ اپنے
شوہر کے نام پر قرض لیکر کھایا کرے اور جب اُسکا شوہر مالدار ہوگا تب شوہر اسکے قرض کو ادا کریگا
اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کا اس صورت مین یہ حکم ہے کہ قاضی اسکا نکاح فسخ کردیگا مسئلہ
جبکہ زوجین یعنی میان بی بی مین ایسا کوئی اتفاق ہو کہ پھر نکاح توڑنے کے اور کوئی تدبیر نہین
ہے جیسا کہ زوج اپنی روزی اور روزگار سے ایکبارگی معطل و بیکار ہو کر اپنی بی بی کو کچھ
خورد و پوش نہین دے سکتا ہے اور امید آیندہ بھی منقطع ہے اور بی بی پر کھانے پینے کی تکلیف
از حد ہو یہانتک کہ کوئی اُسے قرض بھی نہین دیتا ہی اور اُسکا شوہر محبت کے سبب سے یا شرارت
کی رو سے اس بی بی کو طلاق بھی نہین دیتا ہی تو اس صورت مین علماے حنفی یون فرماتے
ہین کہ قاضی ایک شخص شافعی المذہب کو اپنا نائب بنا کر اس نائب کے ذریعے سے
اسکے نکاح کو توڑ دے

مفقود الخبر کا بیان

مسئلہ اگر کوئی شخص سفر مین جا کر گم ہو جاوے یعنی مہینون اور برسون تک اسکی حیات اور
موت کی کچھ خبر نہین ملی اور وہ گھر مین اپنی بی بی کو خورد و پوش بھی نہین دے گیا ہی اور نہ ایسی کوئی چیز
چھوڑ گیا ہی کہ جس سے اسکی بی بی کی گذر اوقات ہو اور اس بی بی کو کہین سے قرض و وام بھی کچھ نہین ملتا
ہی اور وہ بی بی کوئی حرفہ یا پیشہ بھی نہین جانتی ہی کہ جس سے اسکی گذر اوقات ہو یا کہ اس مفقود کی بی بی
ایسی جوان ہی کہ زنا مین مبتلا ہونیکا خوف ہی تو اس صورت مین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب
مین اس مفقود کی پیدایش سے جبتک اسی سال نہ گذرین تب تک اسکی جورو ویسی ہی رہیگی
یعنی دوسرا نکاح نہین کر سکے گی - اور امام مالک علیہ الرحمۃ کی یہ رای ہی کہ اس شخص کو غایب
ہونیکے بعد اگر چار سال تک کچھ خبر نہ ملی تب اس مفقود پر موت کا حکم دیا جائیگا اور بعد چار مہینے دس
روز عدت کی اسکی بی بی دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہی اور ہمارے حنفی مذہب کے علماء نے فی زمانا

بضرورت اسی قول کو اختیار فرمایا ہی اور اسی قول مالک رحمۃ اللہ علیہ پر فتویٰ دیا ہی **مسئلہ** شوہر پر واجب ہے کہ اپنی بی بی کے رہنے کیواسطے ایسا گھر دیوے کہ اس گھر مین شوہر کی اولاد (یعنی شوہر کی دوسری زوجہ کی اولاد) نہ رہتی ہو لیکن اگر بی بی کی اجازت سے رہے تو مضایقہ نہین ہے **مسئلہ** بی بی کو سکونت کیواسطے جو مکان کہ اسکی شوہر نے دیا ہی اس گھر مین بی بی کے والدین اور اس بی بی کے اگلے شوہر کا لڑکا انکو جانیسے شوہر منع کرسکتا ہی مگر اس لڑکے کو اسکی مان کیطرف نظر کرنے اور گفتگو کرنے سے منع نہین کرسکتا ہی **مسئلہ** بی بی اپنے مان باپ کی ملاقات کو جاسکتی ہی مگر رات کو وہان نہین رہ سکیگی علاوہ والدین کے اور خویشونکی یہان ملاقات کو برس مین ایکدفعہ جاسکتی ہی اسمین اسکا شوہر منع نہین کرسکتا ہی **مسئلہ** بی بی کو طلاق دینے سے جبتک اسکی عدت نہ گذرے تبتک اس بی بی کا خور و پوش اور رہنے کا مکان دینا شوہر پر واجب ہے اسمین وہ عدت خواہ طلاق باین کی ہو یا طلاق رجعی کی ہو **مسئلہ** موت کی عدت والی عورت کو اُسکے شوہر متوفی کے مال سی خور و پوش و مکان دینا واجب نہین ہی لیکن اگر وہ عورت حاملہ ہو تو تا وضع حمل کے اسکا خور و پوش اسکی شوہر متوفی کے مال سی وجوباً دیا جائیگا **مسئلہ** نابالغ لڑکا جسکا کچھ مال نہین ہی اسکا خور و پوش اُسکے باپ پر واجب ہی اور اگر وہ لڑکا مالدار ہو تو اس صورت مین اسکا خور و پوش اُسکے باپ پر واجب نہین ہی **مسئلہ** چھوٹے لڑکے اور لڑکی کا خور و پوش اُنکے باپ پر واجب ہی- لنگڑا- لولا- بالغ لڑکا- (یعنی جو لڑکا کہ کمائی نہین کرسکتا ہی) اور بیوہ لڑکی انکا بھی خور و پوش ان کے باپ پر واجب ہے فقط

تمام شد بتوفیق الملہم السداد

خداوندا بعنایت و توفیق و بطفیل نبی کریم خود رسالۂ ہذا را بین الخلائق کالشمع بین المجالس گردان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین و علی آلہ و اصحابہ و ذریاتہ و اہل بیتہ اجمعین آمین

عـہ سداد بفتح سین بمعنی درستی کا

دافع الوسواس
فی بیان
الحیض والنفاس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شکر ہے واسطے اُس خدا کے کہ رسول مقبولؐ کو جہان مین بھیجکر پاک اور ناپاک کی
راہ ہمکو بتادی اور گناہ جو بلا اور آفت ہے اُسکو پہچنوا دیا۔ اور اُسی رسول
مقبول (صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) پر بہت بہت درود بھیجتا ہون
کہ جس نے ہمین حیض ونفاس اور پاخانہ وپیشاب کا طریقہ تعلیم کیا۔
اور بے شمار سلام بھیجتا ہون اُن کے آل واصحاب پر کہ جنکی مدد سے دین
اسلام نے زور اور قوت پائی اما بعد فقیر رحیم الدین حنفی
معاف کرے اللہ اُسکے اور اُس کے ماں باپ کے گناہ عالمون کی
خدمت مین عرض کرتا ہے کہ اگر اس کتاب مین کچھ عیب پاوین درست کردین
اور پڑھنے والون کی خدمت مین یہ عرض ہے کہ اس رسالے کو پڑھکے
عورتون اور ناواقف مردون کو حدیثون کے معانی بیان کرکے سُنادین
انشاء اللہ تعالیٰ حدیث شریف کی برکت سے حق بات قبول کرین گے

اے اللہ اس کو سب مسلمانوں تک پہونچا دے آمین یا رب العالمین

حیض والی عورتوں کا بیان

صحاح ستہ کی ایک کتاب ہے جسکا نام نسائی شریف ہے اُس مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کانت الیہود اذا حاضت المرأۃ منہم لم یؤاکلوھن ولم یشاربوھن ولم یجامعوھن فی البیوت فسألوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک فانزل اللہ عز وجل ویسألونک عن المحیض ح قل ھو اذی الایۃ فامرھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یؤاکلوھن ویشاربوھن ویجامعوھن فی البیوت وان یصنعوا بھن کل شیٔ ما خلا الجماع یعنے یہودیون کا دستور تھا کہ جب اُن لوگون کی عورتون کو حیض ہوتا تو وے لوگ اپنی عورتون کے ساتھ کچھ کھاتے پیتے نہ تھے اور جس گھر مین حیض والی عورت رہتی تھی اُس گھر مین وہ جمع نہین ہوتے تھے بلکہ علیحدہ گھر مین رہتے پھر پوچھا صحابہؓ نے اس بات کو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تب یہ آیت اُتری ویسألونک عن المحیض قل ھو اذی یعنی اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پوچھتے ہین تجھ سے لوگ حیض کی بات سے تو کہہ اے محمدؐ وہ گندگی اور اذیّت ہے تب حضرتؐ نے حکم فرمایا اُن لوگون کو کہ کھاوین وے لوگ اپنی عورتون کے ساتھ اور پیوین اُن سے اور گھرون مین آپس مین جمع ہووین اُنسے اور حکم فرمایا حضرتؐ نے کہ کرین اُنکے ساتھ یعنے عورتون کے ساتھ سب کام سوائے جماع کے فائدہ اس مُلک بنگالہ مین مسلمان لوگ ہندوون کے پاس بیٹھنے کے سبب سے مسلمان حیض والی عورتون کو کنوین سے پانی بھرنے کو منع کرتے ہین

اور حیض والی عورت کے ہاتھ سے پانی کھانا نہین کھاتے پیتے ہین اور ایک گھر مین
نہیں رہتے ہین اور حیض والی عورت کے ساتھ اگر اُسکے شوہر کا بدن لگے تو غسل
کرتے ہین اور نفرت کرکے کوئی کام اُنسے نہین کراتے ہین حدیث سے معلوم
ہوا کہ یہ سب وسوسۂ شیطانی کا سبب ہے اور ہندوؤن کی دیکھا دیکھی کرتے
ہین کوئی دلیل کی بات نہین ہے اور جو شخص مسلمان ہوکے ایسا نفرت کرتا ہے
تو اب تک اُسمین کفر کی بُو باقی ہے توبہ و استغفار کرکے ایسے بیہودہ چلن سے
باز آوے اور حضرتؐ نے جس طرح فرمایا ہے اُسی طرح عمل مین لاوے بی بی
عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ جب ہم لوگون مین کسی کو حیض
ہوتا تو حضرتؐ فرماتے تہبند باندھنے کو بعد اسکے اُن بی بی سے مباشرت
کرتے۔ مباشرت کے معنے یہان یہ ہین کہ تہبند کے اوپر عورت سے فائدہ لینا
تہبند کے نیچے سے نہین جیسے کہ نسائی شریف مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہے عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَأْمُرُ اَحَدَنَا اِذَا کَانَتْ
حَائِضًا اَمَرَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تَتَّزِرَ ثُمَّ یُبَاشِرُھَا
اس حدیث کا وہی مطلب ہے جو اوپر بیان ہوا مسلمانون کو چاہیے کہ
حیض اور نفاس والی عورتون سے سواے جماع کے اور کوئی بات مین
کھانے پینے کام کاج کرنے خدمت لینے ایک گھر مین رہنے اُن عورتون کے
جھوٹا کھانے یا پینے سے میوہ ہویا اور کوئی چیز سے تنفر نہ کرین کیونکہ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نسائی شریف مین روایت ہے عَنْ عَائِشَۃَ
قَالَتْ کُنْتُ اَشْرَبُ وَاَنَا حَائِضٌ وَاُنَاوِلُہُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
فَیَضَعُ فَاہُ عَلٰی مَوْضِعِ فِیَّ فَیَشْرَبُ وَاَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَاَنَا حَائِضٌ
وَاُنَاوِلُہُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَضَعُ فَاہُ عَلٰی مَوْضِعِ فِیَّ یعنی حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مین حالت حیض مین پانی پیتی تھی اور دیتی تھی باقی پانی
کو جو برتن مین رہتا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو سو لگاتے تھے آپ منھہ مبارک
اُسی جگہ کہ مین نے پانی پیا تھا جہان سے اور کھاتی تھی مین گوشت ہڈی سے حالتِ
حیض مین اور مین دیتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کھا کر جھوٹا اور ہڈی کے
باقی گوشت کو حضرت رکھتے تھے اپنے منھہ مبارک مین میرے منھہ کی جگہ سے
یعنی جہان بی بی منھہ لگا کے گوشت کھاتی تھین حضرت بھی اُسی جگہ منھہ لگا کر
کھاتے تھے **فائدہ** مسلمانو دیندار و حضرت کے ایسے چال و چلن تم بھی جاری
رکھو اور کسی بات مین شک و شبہہ نہ لاؤ اور حضرت کی بیبیون نے جس طرح
گذران کیا ہے تم بھی اُسی طرح چلنا قبول کرو نہین تو کافرون بد عقیدون کی
دیکھا دیکھی جو کام کروگے اُسی گروہ مین تمھارا حشر ہوگا اور نسائی شریف
مین ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَدْعُوْنِیْ
فَاٰکُلُ مَعَہٗ وَاَنَا عَارِکٌ یعنے حضرت مجکو بلاتے پھر مین اُنکے ساتھہ کھانا
کھاتی تھی حالتِ حیض مین۔ اور جاننا چاہیے کہ پیشاب کرتے یا پائخانہ پھرتے
وقت اگر ایک عورت دوسری عورت کا ستر جہان تک ڈھانکنا فرض ہے دیکھے تو
دونون بڑی گناہ گار ہوتی ہین ایسا کبھی نہ کرنا چاہیے کیونکہ ابن ماجہ مین حضرت
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا لَا
تَنْظُرُ الْمَرْأَۃُ اِلٰی عَوْرَۃِ الْمَرْأَۃِ وَلَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَۃِ الرَّجُلِ یعنے
حضرت صلعم نے فرمایا نہ دیکھے عورت دوسری عورت کی حرمت کی جگہ اور نہ دیکھے
ایک مرد دوسرے مرد کی حرمت کی جگہ **فائدہ** مسلمانو دنیا چند روزہ ہے
اگر اس زندگی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرکے آخرت
مین نیکی کا حصہ لیجا سکو تو بہت خوب ہے اور یہان اگر کفر کی علامت رکھوگے

تو قیامت مین سب کچھ آشکارا ہوگا اور وہان خدا اور رسول صلعم کے سامنے او نیک کاروں کے روبرو شرم پاؤگے اور دوزخ مین مزہ چکھوگے خداوند تعالے ہمسب مسلمانونکو شریعت کی مخالفت سے بچاوے آمین یارب العالمین

نفاس والی عورتون کا بیان

عورت نفاس والی کے ہاتھ سے کھانا پینا کام کاج لینا کھانا پکانے کا کام ہو یا دوسرا کام کرنا اور ہانڈی وغیرہ چھونا کچھ منع نہین ہے اور جس گھر مین لڑکا پیدا ہو اُس گھر کے برتنون کو پھینکنا یہ شیطانی وسوسہ ہے اور رسول اللہ صلعم کے طریق کی مخالفت کرنا ہے جیسے کہ ابن ماجہ مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ یعنے جس شخص نے نیا پیدا کیا کام مین ہمارے جو یہ ہی اور وہ کام نہین ہے دین سے پس وہ رد ہے فائدہ دین محمدی مین جو جو کام دین کے فائدے کے نہین ہین وہ کام باطل ہین اور جو کام ایسا ہے کہ وہ کام اگرچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین نہ تھا مگر اُس سے دین کا فائدہ ہوتا ہے تو وہ کام رد اور باطل نہین ہے جیسے صرف اور نحو پڑھنا اور مدرسے بنانا یہ سب ثواب مین داخل ہے ابن ماجہ کے حاشیے مین یہ سب لکھا ہے فقط

کمترین انام محمد بیگ ابن مرزا رحیم بیگ غفر اللہ ذنوبہما وستر عیوبہما صاحبانِ باصفا کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ جو کچھ مولوی رحیم الدین صاحب نے اس رسالے مین لکھا ہے بہت صحیح اور درست ہے مگر اس کے متعلق جو مسائل ضروری تھے اُنھون نے اُنکو ترک کر دیا اسواسطے بوجہ آگاہی ہر خاص و عام جو مسائل ضروری باقی ماندہ تھے اسمین درج کیے جاتے ہین تاکہ نفع عام ہو

یہ مسائل احسن المسائل سے نقل کیے گئے ہین

مردون کو چاہیے کہ وہ اپنی عورتون کو ان مسائل سے ضرور آگاہ کرتے رہین۔ اور بتاتے رہین تاکہ نماز اُنکی درست رہے اور وہ اس سے غافل نہ رہین۔ واضح ہو کہ حیض اُس خون کو کہتے ہین جو ایسی عورت کے رحم مین سے بہے جو مرض اور لڑکپن سے سلامت ہو (اس سے معلوم ہوا کہ جو خون مرض سے یا لڑکپن مین نکلیگا اُسکو حیض نہ کہین گے بلکہ اُسکا نام استحاضہ ہے) اور مدت حیض کی کم سے کم تین دن رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات اور جو خون تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ ہو وہ استحاضہ ہے۔ اور سفیدی خالص کے سوا جو رنگ ہو وہ حیض ہے اور حیض روزہ اور نماز کا مانع ہے مگر عورت روزے کی قضا کرے نماز کی قضا نہ کرے (یعنے ایام کی نماز معاف ہے) اور اس حالت مین مسجد کے اندر جانا اور خانہ کعبہ کے گرد پھرنا۔ اور ناف سے لیکر عورت کے زانو تک مرد کو نزدیکی کرنا اور قرآن کا پڑھنا اور اُسکو ہاتھ لگانا ممنوع ہے مگر غلاف کے ساتھ (ہاتھ لگانا منع نہین) اور بے وضو ہونا بھی ہاتھ لگانے کو مانع ہے دیگر قرآن پڑھنے کا مانع نہین ہے اور ناپاکی اور حیض اور نفاس دونون کا مانع ہے یعنی ناپاکی اور حیض اور نفاس کی حالت مین قرآن کا پڑھنا اور اُسکو ہاتھ لگانا دونون ممنوع ہین اور بے وضو ہونے کی حالت مین چھونا ممنوع ہے اور پڑھنا جائز ہے) اور عورت سے صحبت کیجاوے بدون غسل کے جس صورت مین کہ خون حیض اکثر مدت (یعنی دس روز) پر منقطع ہوا ہو اور جس صورت مین کہ کم تر مدت کے بعد (یعنے تین روز سے) لیکر دس روز تک کے بیچ مین) بند ہوا ہو تو صحبت نہ کیجاوے یہان تک کہ عورت غسل کرے یا خون بند ہونے پر کم تر وقت نماز کا گذر جاوے (یعنے اگر خون دس روز کے بعد بند ہوا ہے

تو صحبت کرنی مرد کو درست ہی اگرچہ عورت نے غسل نہ کیا ہو اور اگر خون دس روز سے کم مدت مین بند ہوا ہی تو صحبت کرنی جائز نہین جب تک کہ غسل نہ کر لے یا اتنا وقت گذر جاوے کہ اُسمین نہانا اور نماز کی نیت ہو سکے) اور پاک ہو جانا دو خون کے درمیان خون کی مدت مین حیض اور نفاس ہی ہے (یعنی اگر عورت مدت حیض و نفاس مین کچھ دنون کو پاک ہو جاوے اور خون بند ہو جاوے تو اُسکو حکم پاک ہونے کا نہ ہوگا بلکہ وہی حیض و نفاس ہوگا) اور کمتر مدت پاک رہنے کی پندرہ ۱۵ دن ہین اور زیادہ مدت کی کچھ انتہا نہین مگر جس صورت مین کہ خون ہمیشہ جاری رہے اور اُس عورت کی کوئی عادت مقرر ہو وے (یعنی پاک رہنے کے لیے زیادہ مدت کی کچھ حد مقرر نہین حتے کہ بعض عورتین برسون تک پاک رہتی ہین لیکن اگر کسی کو خون استحاضہ جاری ہو جاوے اور پاک رہنے کے لیے اُسکی کچھ عادت مقرر تھی تو ایسی صورت مین اُسی عادت کی مدت کو پاک رہنے کی مدت کہین گے) اور خون استحاضہ مانند نکسیر دائمی کے ہے نماز اور روزہ اور صحبت کا مانع نہین اور اگر خون اکثر مدت حیض و نفاس سے بڑھ جاوے تو جس قدر اُسکی عادت قدیم سے بڑھیگا وہ استحاضہ ہوگا۔ اور اگر عورت کو پہلے ہی پہل استحاضہ ہو جاوے تو اُسکا حیض دس دن کا ہوگا اور نفاس چالیس دن کا۔ اور جو عورت استحاضہ رکھتی ہو اور جس شخص کا پیشاب جاری ہو یا پیٹ چلتا ہو یا ریح نکلتی رہتی ہو یا نکسیر بند ہوتی ہو یا زخم کا خون نہ تھمتا ہو ایسے شخص ہر فرض کے وقت وضو کیا کرین اور اُس وضو سے نماز فرض اور نفل ادا کرین اور یہ وضو صرف وقت کے نکلنے سے جاتا رہتا ہے (یعنی دوسری نماز کے وقت آنے پر نہین جاتا جیسا کہ بعض علما کا قول ہے اور نہ وضو کے بعد وہی عذر واقع ہونے سے جاوے) اور یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ ان عذر والون پر

کوئی فرض کا وقت ایسا نہ گذرے جسمین عذر مذکور انکو ہو (ورنہ معذور نہ کہلادین گے اور انکا وضو عذر مذکورہ سے جاتا رہے گا) اور نفاس وہ خون ہی جو بچے کے پیدا ہونے کے بعد آیا کرتا ہی اور جو خون کہ حاملہ عورت کو آتا ہے وہ استحاضہ ہوتا ہے۔ اور پیٹ جو گر پڑتا ہے اگر اُسین بعض اعضا موجود ہون تو اُسکا حکم بچے کا ہے۔ اُسکے بعد کا خون نفاس ہوگا اور اگر محض گوشت کا لوتھڑا ہو تو وہ بچہ نہین اور نہ اُسکے بعد کا خون نفاس ہی اور کمتر مدت نفاس کی کچھ حد نہین (یہانتک کہ بعض عورتون کو ایک گھنٹہ بھی نہین ہوتا) اور اُسکی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہی اور چالیس روز سے اگر بڑھ جاوے توجس قدر بڑھیگا وہ استحاضہ ہوگا۔ اور جڑوان بچون کے بعد نفاس (مدت نفاس کی اول سے ہوتی ہی (دوسرے بچے سے نہین ہوتی)

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ رسالہ خلاصۃ النکاح مع رسالہ دافع الوسواس فی بیان الحیض والنفاس حسب ایمائے جناب مستطاب معلی القاب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر (۸۵) و مالک مطبع مجیدی باہتمام تام وسعے مالاکلام احقر العبید محمد عبد المجید غفر لہ اللہ الحمید مطبع مجیدی واقع کانپور محلہ ٹپکاپور مین ماہ جمادی الآخر ۱۳۳۱ھ مطابق ماہ مئی ۱۹۱۳ء کو حلیہ تصحیح و تنقیح سے آراستہ اور زیور طبع سے پیراستہ ہوکر شائقین کو مرغوب و مطبوع ہوا۔ رجا کہ جو صاحب اس کو پڑھ کر مسرور و شاد ہون دعائے خیر سے مصحح و مہتمم و مالک مطبع کو یاد فرماوین والسلام و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علے رسولہ محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

۳۴۷

This book was taken from the Library on the date last stamped. A fine of 1 anna will be charged for each day the book is kept over time

31 AUG 1935	20 SEP 41		
13 SEP 1935	14 OCT 47		
25 AUG 36	6 OCT 4		
18 NOV 36			
23 NOV 37			
JUL 40			
27 MAR 41			
18 SEP 41			
9 NOV 41			
5 SEP 42			